سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2018

جمعرات، 3۔ مئی 2018

(یوم الخمیس، 16۔ شعبان المعظم 1439ھ)

سولہویں اسمبلی : پینتیسواں اجلاس

جلد 35: شمارہ 5

203

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 3- مئی 2018

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات زراعت اور مال)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون کا پیش کیا جانا

مسودہ قانون پنجاب یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی رسول 2018

ایک وزیر مسودہ قانون پنجاب یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی رسول 2018 پیش کریں گے۔

(بی) مسودات قانون پر غوروخوض اور ان کی منظوری

1- **مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب 2018** (مسودہ قانون نمبر 11 بابت 2018)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب 2018 جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال اراضی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب 2018منظور کیا جائے۔

204

2۔ مسودہ قانون(پنجاب ترمیم)رجسٹریشن2018(مسودہ قانون نمبر12بابت2018)

ایک وزیر مسودہ قانون پنجاب یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی رسول2018پیش کریں گے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(پنجاب ترمیم)رجسٹریشن 2018جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو،ریلیف واشتمال اراضی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے ،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(پنجاب ترمیم)رجسٹریشن 2018منظور کیا جائے۔

(سی) عام بحث

خوراک پر بحث

ایک وزیر خوراک پر بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

205

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پینتیسواں اجلاس

جمعرات،3-مئی2018

(یوم الخمیس،16-شعبان المعظم1439ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح11بج کر25منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَـٰٓأَيَّتُهَا ٱلنَّفۡسُ ٱلۡمُطۡمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ٱرۡجِعِيٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَٱدۡخُلِي فِي عِبَـٰدِي ﴿٢٩﴾ وَٱدۡخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾

سورۃ الفجر آیات **24تا30**

اے اطمینان پانے والی روح!(27)اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی(28) تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جا(29)اور میری بہشت میں داخل ہو جا(30)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

وہ نبیوں میں رحمتِ لقب پانے والے
مرُادیں غریبوں کی برلانے والے
مصیبت میں غریبوں کے کام آنے والے
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والے
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوا
یتیموں کا والی غلاموں کا مولا
خطاکار سے درگزر کرنے والا
بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سُوئے قوم آیا
اور اِک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

سوالات

(محکمہ مال)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات زراعت اور مال سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے لیکن محکمہ زراعت کے منسٹر صاحب آج کسی مجبوری کی وجہ سے تشریف نہیں لائے لہٰذا ان کے سوالات کل تک کے لئے pending کئے جاتے ہیں اور کل اُن کو ہر صورت ایوان میں تشریف لانا چاہئے۔ اگر وہ آ جائیں گے تو یہ بات ہمارے لئے باعثِ عزت ہو گی۔ اب محکمہ مال سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ اس سے پیشتر کہ آپ سوال جواب کریں تو اس ایوان میں سپیکر گیلری میں سینیٹر جناب محسن خان لغاری تشریف فرما ہیں جو اس معزز ایوان کے ممبر بھی رہ چکے ہیں لہٰذا ہم اُن کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

پہلا سوال حاجی ملک عمر فاروق کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولیں۔

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 8819 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی: تحصیل ٹیکسلا میں محکمہ متروکہ وقف املاک سے متعلقہ تفصیلات

*8819: **حاجی ملک عمر فاروق:** کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی میں محکمہ متروکہ وقف املاک کا رقبہ محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق کس جگہ کتنا کتنا ہے؟

(ب) کیا محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق اس وقت مذکورہ تمام رقبہ محکمہ متروکہ وقف املاک کے قبضے میں ہے اگر نہیں تو تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ بمطابق آمدہ چٹھی نمبر196/ADC(R)/NTO بتاریخ 18-12-2017 از دفتر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (ریونیو) راولپنڈی تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی میں متروکہ وقف املاک کی کوئی زمین نہ ہے۔

(ب) تاہم کچھ غیر مسلم کا ملکیتی رقبہ مواضعات ڈھیر شاہاں 6 کنال 15 مرلے، سرائے کھولہ 4 کنال 3 مرلے اور خرم پراچہ 4 کنال 8 مرلے موجود ہے بعد از دریافت قابضین نے بیان کیا ہے یہ رقبہ ہمیں محکمہ متروکہ وقف املاک نے لیز پر دیا ہے۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ کو اس میں سے کچھ حاصل ہوا ہے؟

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! میرے خیال میں حاصل حصول کے لئے اگر وقت ہوتا تو بہت کچھ حاصل کر لیتا۔ وزیر صاحب نے جواب میں چند کنال مختلف مواضعات کی نشاندہی کی ہے۔ میں جواب سے اس حد تک تو اتفاق کرتا ہوں لیکن درمیان میں کمی یہ ہے کہ موضع ڈھیر شاہاں 65 کنال سے زائد رقبہ tempering کر کے متروکہ املاک کے مختلف لوگوں نے اپنے نام منتقل کیا لیکن چونکہ وقت کم ہے اور اسمبلی کا tenure آخری دنوں میں ہے لہٰذا اگر اللہ نے زندگی دی اور موقع دیا تو اگلی دفعہ اس پر بات کروں گا۔ بڑی مہربانی

جناب سپیکر: کیا اس کو پھر pending کر دیں؟

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر کے کیا کرنا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ یہ سوال دوبارہ دے دیجئے گا لہٰذا یہ سوال pending نہیں بلکہ اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 9160 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ مال میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر لینڈ ریکارڈ کی بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*9160: **محترمہ راحیلہ انور:** کیاوزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر لینڈ ریکارڈ PPSC کے ذریعے بھرتی ہوئے جبکہ سروس سنٹرز کے انچارج صاحبان اور ایڈیشنل ڈائریکٹر جو کہ ADLR سے سینئر ہیں اور لاکھوں روپیہ ماہانہ وصول کرتے ہیں کو PPSC سے بالا بالا بھرتی کر لئے گئے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو وجوہات بیان کی جائیں کہ جونیئر آفیسرز تو PPSC کے ذریعے بھرتی ہوتے ہیں جبکہ سینئر آفیسرز PPSC سے بالا بالا بھرتی کیوں ہوتے ہیں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان):

(الف) ADLR's اور تمام ایڈیشنل ڈائریکٹر اور اراضی ریکارڈ سنٹرز کا دیگر تمام عملہ لینڈ ریکارڈ مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم پراجیکٹ میں بھرتی کیا گیا تھا۔ADLR,s کی تعیناتی بورڈ آف ریونیو کے ماتحت ہونے کی وجہ سے PPSC کے ذریعے جبکہ دیگر تمام عملہ PMU کے ماتحت مقابلہ جاتی طریق کار سے گزار کر بھرتی کیا گیا۔ دور جدید کے تقاضوں، محکمہ مال کے عملہ کے کام کے بوجھ، مالکان اراضی کے مسائل ومشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے صوبہ بھر کے زمینوں کے کاغذی شکل میں موجود ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے RMIS پراجیکٹ شروع کیا۔LRMIS منصوبے کے تحت 25 ہزار مواضعات کے 5.5 کروڑ سے زائد مالکان کے ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر کے تمام 144 اراضی ریکارڈ سنٹرز کے ذریعے عوام کو فرد کے اجراء اور انتقال اراضی کی کمپیوٹرائزڈ خدمات فراہم کی جارہی ہیں۔ کمپیوٹرائزڈ نظام کا تسلسل ،سنٹرز کے انتظامی امور کی مرکزی دیکھ بھال ونگرانی اور اراضی ریکارڈ کو بین الاقوامی سطح پر رائج لینڈ ایڈمنسٹریشن سسٹم کے خطوط پر ابھارنے کے لئے دیگر منصوبہ جات کی تیاری اور عملدرآمد کے لئے PMU کو ایکٹ کی منظوری کے تحت پنجاب لینڈ ریکارڈز اتھارٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔PMU کے تحت تمام عملہ بشمول سروس سنٹر سٹاف ADLR,s اور PMU کا تمام عملہ اور اثاثہ جات اتھارٹی کو ٹرانسفر ہو گئے۔

(ب) پراجیکٹ پر عملدرآمد کے لئے ریونیو آئی ٹی، آیچ آر، پروکیورمنٹ جیسے شعبہ جات کے ماہرین کی خدمات حاصل کی گئیں۔ جنہوں نے منصوبہ کی کامیابی سے ہمکنار کیا۔ چونکہ پنجاب

بلکہ پاکستان بھر میں یہ اپنی نوعیت کا واحد منصوبہ ہے لہٰذا ان تجربہ کار ماہرین کی خدمات کے تسلسل کو برقرار رکھنے اور نئے اقدامات کے لئے Trained HR کو برقرار رکھنے کے لئے PMU کے ماہرین کو PLRA ایکٹ کے تحت اتھارٹی میں ضم کیا گیا ہے تاکہ اتھارٹی کے تحت مستقبل کے منصوبہ جات کی تیاری اور عملدرآمد کے لئے پہلے تجربہ کار عملہ کی خدمات سے مستفید ہوا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، کون سے جز پر ضمنی سوال پوچھیں گی؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں ذرا سوال پڑھ لوں۔

جناب سپیکر: اگر پڑھا نہیں ہے تو پھر پہلے پڑھ لیں اور آپ کو ٹائم دے دیتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں جز (الف) کے متعلق پوچھنا چاہوں گی کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لینڈ ریکارڈ PPSC کے ذریعے بھرتی ہوئے جبکہ سروس سنٹرز کے انچارج صاحبان اور ایڈیشنل ڈائریکٹرز جو سینئر ہیں اور لاکھوں روپیہ ماہانہ وصول کرتے ہیں تو وہ PPSC سے بالا بالا بھرتی کر لئے گئے ہیں لہٰذا ایسا کیوں ہے؟

جناب سپیکر: کیا لاکھوں روپیہ وصول کرتے ہیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں سمجھ آئی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں اپنا سوال پھر سے دہرا رہی ہوں کہ محکمہ مال کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر PPSC کے ذریعے بھرتی ہوئے جبکہ سروس سنٹرز کے انچارج صاحبان اور ایڈیشنل ڈائریکٹر ان سے سینئر ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ تنخواہ بھی بہت زیادہ وصول کرتے ہیں تو PPSC سے بالا بالا یہ بھرتی کر لئے گئے ہیں لہٰذا ایسا کیوں ہوا ہے؟ انہوں نے مجھے اتنا لمبا چوڑا جواب دے دیا ہے کہ ابھی میں بیٹھ کر پڑھ ہی نہیں سکی۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ اس جواب میں سے میں کیا جواب لوں؟ Kindly مجھے سادہ الفاظ میں بتا دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ انہوں نے سوال کیا تھا کہ ADLR پبلک سروس کمیشن نے بھرتی کئے تھے جبکہ ایڈیشنل ڈائریکٹرز پبلک سروس کمیشن کے بغیر recruit کئے گئے تھے۔

جناب سپیکر! محترمہ جاننا چاہ رہی ہیں کہ اس طرح کیوں ہوا تو میں عرض کرتا ہوں کہ چونکہ کمپیوٹرائزیشن کا پراجیکٹ ورلڈ بنک کے تعاون سے شروع کیا گیا تو اُس وقت یہ لوگ رکھے گئے تھے جنہوں نے پورے سسٹم کو کمپیوٹرائزڈ کیا جو کہ پہلے manual land record رکھا جاتا تھا۔ جب سروس سنٹرز establish کئے گئے اور جن لوگوں نے سروس سنٹرز پر deliver کرنا تھا اُن کو پبلک سروس کمیشن کے تحت recruit کیا گیا۔ چونکہ پہلے پراجیکٹ نے اُن کو hire کیا تھا اور later on جب اتھارٹی بنی ہے تو اسی میں اُن کو ضم کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جس صاحب کا فون چل رہا ہے پلیز اس کو بند کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ اتھارٹی میں ضم کر دیا گیا ہے لیکن ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ان کو اتھارٹی میں ضم کر دیا جاتا ہے، کیا یہ مجھے بتائیں گے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! جب PMU بنا تھا تو انہوں نے اس کو overlook کیا اور اس پورے پراجیکٹ کو supervise کیا۔ جو ADLRs سنٹرز پر ہوتے ہیں ان کو competitive exam کے تحت پبلک سروس کمیشن کے ذریعے recruit کیا گیا کیونکہ زمینداروں کو انہوں نے service delivery دینی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 9161 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بورڈ آف ریونیو میں بھرتی ہونے والے ملازمین سے متعلقہ تفصیلات

*9161: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے پالیسی کے تحت BOR (بورڈ آف ریونیو) میں سکیل 12 اور اس سے اوپر کی تمام پوسٹس PPSC کے ذریعے پُر کی جاتی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومتی پالیسی کے تحت کسی بھی پراجیکٹ کے لئے بھرتی NTS سے مشروط ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو BOR میں سروس سنٹر انچارجز اور ایڈیشنل ڈائریکٹرز کس قاعدہ / قانون کے تحت بھرتی کئے گئے ہیں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ پالیسی کے تحت BOR (بورڈ آف ریونیو) میں سکیل 12 اور اس سے اوپر کی تمام پوسٹس PPSC کے ذریعے پر کی جاتی ہیں اور ایڈیشنل ڈائریکٹر ای سی سی، پنجاب لینڈ ریکارڈ اتھارٹی کے مطابق پراجیکٹ کی بھرتیاں اس سے مشروط نہ ہیں۔

(ب) ایڈیشنل ڈائریکٹر ای سی سی، پنجاب لینڈ ریکارڈ اتھارٹی کے مطابق پراجیکٹ کی بھرتیاں نیشنل ٹیسٹنگ سروس (NTS) سے مشروط نہ ہیں۔

(ج) ایڈیشنل ڈائریکٹر ای سی سی، پنجاب لینڈ ریکارڈ اتھارٹی کے مطابق ADLR's اور تمام سٹاف لینڈ ریکارڈ مینجمنٹ اینڈ انفارمیشن سسٹم پراجیکٹ میں بھرتی کیا گیا تھا۔ ADLR's کی تعیناتی بورڈ آف ریونیو نے کی جبکہ سروس سنٹرز کے انچارج صاحبان کو پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹ (PMU) نے بھرتی کیا۔ بھرتی ہونے والا تمام سٹاف مقابلہ جاتی پروگرام سے گزر کر بھرتی ہوا۔ اس پراجیکٹ کو بعد میں آرڈیننس کے ذریعے پنجاب لینڈ ریکارڈ اتھارٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔ آرڈیننس کو بعد میں پنجاب اسمبلی سے پاس کروایا گیا۔ پنجاب لینڈ ریکارڈ اتھارٹی کے تحت تمام عملہ بشمول سروس سنٹرز سٹاف ADLR's اور PMU کا تمام عملہ کے اثاثے اتھارٹی کو ٹرانسفر ہوں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے جز (ب) میں اِن سے پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومتی پالیسی کے تحت کسی بھی پراجیکٹ کے لئے بھرتی NTS سے مشروط ہے جس کا انہوں نے مجھے جواب دیا

ہے کہ ایڈیشنل ڈائریکٹر ای سی سی پنجاب لینڈ ریکارڈ اتھارٹی کے مطابق پراجیکٹ کی بھرتیاں نیشنل ٹیسٹنگ سروس سے مشروط نہ ہیں۔ میں پوچھنا چاہوں گی کہ ایسا کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! انہوں نے سوال ایک general نوعیت کا پوچھا ہے کہ حکومتی پالیسی کے تحت کسی بھی پراجیکٹ میں بھرتی NTS سے مشروط ہے تو پراجیکٹ کے اندر NTS کے تحت بھرتی نہیں ہوتی۔۔۔

جناب سپیکر! اگر ریکروٹمنٹ ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے تو وہ NTS سے مشروط ہے اور پراجیکٹ کی نہیں کیونکہ پراجیکٹ پر competition میں جو لوگ apply کرتے ہیں انہیں وہ اپنے معیار پر پرکھ کر رکھتا ہے تاکہ اس پراجیکٹ کو آگے چلایا جاسکے۔

جناب سپیکر: اب اگر وہ یہ پوچھیں گے کہ معیار کیا ہے اور وہ کیسے کرتے ہیں تو پھر کیا جواب ہو گا؟

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! مختلف اسامیوں کا مختلف معیار ہو گا جس طرح کمپیوٹرائزیشن کے لئے کمپیوٹر پر عبور حاصل ہو گا، جو ان کی qualifications ہوں گی، جنہوں نے اس قسم کے پہلے پراجیکٹس کئے ہوں گے اور یہ market base ہوتا ہے اس لئے market سے لوگ لئے جاتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز(ج) میں ہے کہ اس پراجیکٹ کو بعد میں آرڈیننس کے ذریعے پنجاب لینڈ ریکارڈ اتھارٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔ آرڈیننس کو بعد میں پنجاب اسمبلی سے پاس کروایا گیا۔ پنجاب لینڈ ریکارڈ اتھارٹی کے تحت تمام عملہ بشمول سروس سنٹرز سٹاف ADLR's اور PMU کا تمام عملہ کے اثاثے اتھارٹی کو ٹرانسفر ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اتنا زور اتھارٹی پر کیوں دے رہے ہیں کیونکہ اگر مجھے تھوڑا سا elaborate پھر سے کر دیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو بل آپ نے پاس بھی کر دیا ہے اب کیا اس میں پوچھنا چاہتی ہیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! بل پاس تو ہو گیا لیکن ہر چیز اتھارٹی کو transfer ہو رہی ہے تو میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہم لوگ کیوں اس طرح کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! جب تمام تحصیلوں کے اندر ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر دیا گیا تو پھر پنجاب لینڈ ریکارڈ اتھارٹی کا قیام عمل میں آیا جسے تمام ریکارڈ، اس کی سروس delivery، اس کا سروس سٹرکچر بھی بنا دیا گیا، اس کے رولز بھی بنا دیئے گئے اور اس کو function smoothly کرنے کے لئے کسی نہ کسی اتھارٹی کے تحت تو اس نے کام کرنا ہے ناں۔۔۔

(اس مرحلہ پر ایک معزز ممبر وزیر موصوف کے سامنے سے گزرے)

جناب سپیکر: معزز ممبران! میں آپ تمام ممبران سے التماس کرتا ہوں کہ شاید آپ نے میرے خیال میں رولز پڑھے نہیں ہیں اور کچھ دوست پڑھتے بھی نہیں ہیں تو جب کوئی معزز ممبر چیئر سے بات کر رہے ہوں تو اس side سے گزرا نہیں جاتا اور اگر گزرنا بھی ہو تو اچھا طریقہ اختیار کیا جائے۔ مہربانی ہو گی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! اسی لئے اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور اتھارٹی کے تحت اب تمام سروس سنٹرز کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محمد ارشد ملک کا ہے جو کہ زراعت سے متعلق ہے اور زراعت کے سوالات کو کل تک کے لئے pending کیا گیا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 2601 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: اشٹام فروش کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2601: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کل کتنے اشٹام فروش ہیں، کیا ان میں کسی قسم کی درجہ بندی بھی ہے، ایک اشٹام فروش سالانہ کتنے اشٹام فروخت کر سکتا ہے؟

(ب) اشٹام فروش کا لائسنس جاری کرنے پر لاہور کی انتظامیہ نے جو پابندی عائد کر رکھی ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں اگر پابندی نہیں ہے تو لائسنس کیوں جاری نہیں کئے جا رہے؟

(ج) گزشتہ پانچ سال میں ضلع لاہور میں کتنے نئے افراد کو اشٹام فروشی کے لائسنس جاری کئے گئے تھے؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان):

(الف) اس وقت ضلع لاہور میں 1455 اشٹام فروش کام کر رہے ہیں اور ان میں کسی قسم کی درجہ بندی نہ ہے ایک اشٹام فروش ایک ہزار روپے تک کی مالیت کے اشٹام پیپرز اپنی ضرورت کے مطابق دفتر خزانہ سے حاصل کر کے فروخت کر سکتا ہے۔

(ب) عدالت عالیہ میں ایک رٹ نمبر 14539/94 روبرو جناب جسٹس خلیل الرحمان رمدے صاحب عدالت عالیہ لاہور پیش ہوئی تھی جس کی بناء پر سابقہ ڈپٹی کمشنر / کلکٹر لاہور نے اپنے حکم مورخہ 16-08-1995 کے تحت نئے لائسنس کے اجراء پر پابندی عائد کی تھی یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ لائسنس اشٹام فروشی کی میعاد ایک سال ہے اور لائسنس تجدید نہ کروانے کی صورت میں منسوخ ہو جاتا ہے جاری شدہ لائسنس کی بحالی / ٹرانسفر کے اختیارات ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر لاہور کے پاس ہیں۔

(ج) ضلع لاہور میں گزشتہ پانچ سال میں کوئی نیا لائسنس جاری نہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے یہ پوچھنا ہے کہ اشٹام فروش پورے پنجاب کے اندر جہاں جہاں تحصیل آفس اور court ہو وہاں پر یہ موجود ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جہاں پر تحصیل نہیں ہوتی وہاں پر بھی ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جی، بالکل ہوتے ہیں تو اس حوالے سے حکومت کے پاس کیا پالیسی ہے، کیا ماسٹر پلان ہے، کس طرح انہیں induct کیا جاتا ہے اور ان کی تعداد کا تعین کس parameters کے اوپر کیا جاتا ہے؟ اس پالیسی کے حوالے سے منسٹر صاحب وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ کلکٹر ان کی تعداد کو determine کرتا ہے کہ اس ضلع کے اندر infact اس تحصیل میں کتنے stamp venders کی گنجائش ہے تو depending on the work پھر different districts میں different ہو گا۔ انہوں نے لاہور کے متعلق پوچھا ہے تو لاہور کی تعداد بتا دی گئی ہے۔ اسی طرح ہر ضلع کے اندر اور تحصیل میں different number of venders ہوتے ہیں اور یہ کوئی hard & fast نہیں ہے کہ کہاں پر کتنے ہوں گے بلکہ یہ کام کی نوعیت کے اوپر ہے۔ جہاں پر زیادہ کام ہو گا وہاں پر زیادہ venders ہوں گے۔

جناب سپیکر: یہاں پر تو بتا دیا ہے کہ 1455 ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کی وضاحت یہ show کر رہی ہے کہ حکومت نے اس حوالے سے کوئی set policy نہیں بنائی یعنی ڈسٹرکٹ کلکٹر کی discretion۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ بھی تو part of Government ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! نہیں۔ میں گزارش کر رہا ہوں کہ جو با اثر افراد ہیں وہ ڈسٹرکٹ کلکٹر پر اپنا پریشر ڈال کر اپنی مرضی سے اشٹام فروشوں کا۔۔۔

جناب سپیکر: کس کے اوپر پریشر ڈالتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ کلکٹر کے اوپر اپنا کوئی پریشر ڈال کر سیٹیں create کروا کے لوگ adjust کرواتے ہیں اور یہ میرا first-hand knowledge ہے نمبر ایک اور نمبر 2 یہاں پر انہوں نے لکھا ہے کہ لائسنس اشٹام فروش کی میعاد ایک سال ہے اور سال کے بعد اس کی تجدید کروانا ہوتی ہے تو

میں اس کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں کہ بہاولپور میں جتنے بھی شام فروش کام کرتے ہیں، جو لوگ ڈسٹرکٹ کلکٹر کے دفتر کے اندر اس شعبے کو deal کرتا ہے، ان کی "منتھلیاں" set ہیں۔ جو "منتھلی" نہیں دے گا اس کا لائسنس cancel ہو گا پھر ناک سے لکیریں نکالے گا تو بعد میں اس کے لائسنس کا اجراء ہو گا۔

جناب سپیکر: کوئی evidence لائیں ناں، کوئی چیز لائیں، کوئی ثبوت لائیں اور اگر آپ نے اس حوالے سے کوئی سوال جمع کروایا ہو تو بتائیں پھر میں کسی سے پوچھوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس حوالے سے کیا کوئی پالیسی وضع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ یہ کوئی پالیسی نہیں ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ کلکٹر کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ میں اس میں اتنی disparities دکھا سکتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ کوئی set policy اس حوالے سے بنی چاہئے، معیار بننا چاہئے، تعلیم کا کوئی معیار مقرر ہونا چاہئے جس کے مطابق یہ سارا کام ہو اور جتنے بھی شام فروش رکھے جائیں، ان کے لئے اشتہار دیا جائے کیونکہ یہ ایک روزگار ہے جس کا اشتہار دیا جائے اور میرٹ پر بھرتیاں ہونی چاہئیں کوئی "انھیاں دی ونڈ نہیں ہونی چاہئے۔" اس حوالے سے کوئی پالیسی بنائیں۔

جناب سپیکر: آپ کوئی قانون بنائیں کیونکہ انہوں نے پالیسی تو اپنی بتا دی ہے جو ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ قانون تو انہوں نے ہی بنانا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بنالیں کیونکہ ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس کے اوپر پالیسی ہونی چاہئے، انہوں نے کہا کہ ڈسٹرکٹ کلکٹر کے اوپر influence کرکے بااثر افراد لائسنس لے لیتے ہیں لیکن اسی جواب میں لکھا ہے کہ پچھلے پانچ سال کے اندر کوئی نیا لائسنس جاری نہیں ہوا تو یہ خود ہی اس بات کی نفی ہے کہ کسی بااثر فرد کے کہنے پر کوئی لائسنس جاری نہیں کیا گیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ کیونکہ stamp venders کے

پاس بہت سارے شاید اختیارات ہوتے ہیں تو اس لئے انہیں favour کیا جاتا ہے، اس کو discourage کرنے کے لئے ہی پنجاب کے اندر stamping کا سسٹم رائج کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اب stamp venders کے پاس صرف 1000 روپے تک کے stamp ہیں بڑی رقم کے سٹیمپ پیپرز تو ان کے پاس ہوتے ہی نہیں ہیں وہ تو بنک آف پنجاب سے لینا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بحث ومباحثہ میں پڑنے کی بات کر رہے ہیں۔۔

جناب سپیکر: بحث مباحثہ میں کیوں پڑنا ہے آپ سوال پوچھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس کے بارے میں دو چار سیانے بیانے بندے بٹھا کر کوئی پالیسی سازی کرے۔ یہ کہہ کر کہ ضلع لاہور میں پانچ سال میں نیا سٹیمپ لائسنس جاری نہیں ہوا یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ آبادی بڑھ گئی ہے، مقدمات بڑھے ہیں، کورٹس میں اضافہ ہوا ہے اور اگر آپ نے نئے stamp venders ضرورت کے مطابق نہیں کئے یہ تو پھر نااہلی کے ضمن میں آتا ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب ڈیپارٹمنٹ کو direct کہیں کہ پورے پنجاب میں اس کے بارے میں کوئی ایک set of policy بنانے کا سسٹم بنائیں۔ بس یہی ایک بات ہے ابھی چار دن تو اسمبلی کے رہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تو آپ نے بنانی ہے، یہاں بیٹھ کر آپ بنالیں ہمیں کیا اعتراض ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پیش تو انہوں نے ہی کرنا ہے۔

وزیر کانکنی ومعدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کی تجویز پر ہم بالکل غور کریں گے لیکن میں نے گزارش کی ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب نے نیا سسٹم متعارف کرایا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے E Stamping کا سسٹم introduce کرایا ہے جو پہلی دفعہ پنجاب میں ہی متعارف ہوا ہے۔ اسے پہلے تمام پنجاب کے اندر پائلٹ کیا گیا ہے اور stamping venders کے خلاف جو شکایات تھیں اس کو discourage کرنے کے لئے

1000 روپے سے اوپر کا سٹیمپ پیپر آپ کو E Stamping کی صورت میں بنک سے حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اس کو foolproof بنایا گیا ہے تاکہ شکایات کو ختم کیا جا سکے۔ یہ چھوٹی رقوم کے سٹیمپ پیپرز مقدمات میں بھی اس طرح استعمال نہیں ہوتے جس طرح بڑی رقم کے سٹیمپ پیپرز ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر جناب سپیکر! سوال نمبر 2602 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ہربنس پورہ میں سرکاری اراضی پر قبضہ کی تفصیلات

*2602: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ہربنس پورہ لاہور میں سرکاری اراضی کے کل رقبہ 13742 کنال میں سے کچھ رقبہ پر ناجائز قابضین قابض ہیں، جن بااثر افراد نے زمین پر قبضہ کر کے بڑی بڑی کوٹھیاں بنا رکھی ہیں، ان کے کیا نام ہیں؟

(ب) جن بااثر افراد کے انتقالات بحکم عدالت عالیہ و چیف سیٹلمنٹ کمشنر سے خارج ہوئے تھے، ان سے قبضہ شدہ زمین واگزار کرانے کے لئے کیا کارروائی کی گئی، جن افراد نے سرکاری رقبہ کو ناجائز فروخت کیا ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی، کب تک سرکاری رقبہ واپس واگزار کروا لیا جائے گا؟

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان):

(الف) اس ضمن میں تفصیلی رپورٹ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر، لاہور سے طلب کی گئی جس کے مطابق موضع ہربنس پورہ تحصیل شالیمار میں کل سرکاری رقبہ 13742 کنال کے بجائے 18 مرلہ، 11206 کنال ہے جس کی تفصیل ذیل ہے:

.1	ٹورازم ڈیپارٹمنٹ	50-K--00M
.2	PMU سروس سنٹر	4K--05M
.3	صحافی کالونی	952K--15M

4.	ماڈل بازار	18K--0M
5.	خالی	385K--00M
6.	38عدد ناجائز آبادی ہائے	6143K--12M
7.	گلیوں، بازاروں اور خالی	
	پلاٹوں کا رقبہ	3653K--06M
	کل رقبہ =	11206K--13M

38مختلف ناجائز آبادیاں قائم ہیں جن میں بڑی بڑی کوٹھیاں بھی بنی ہوئی ہیں۔ تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) موضع ہربنس پورہ میں جو الاٹمنٹ کے انتقالات خارج ہوئے ہیں وہ رقبہ جات مختلف انتقالات پر سال 1972 سے سال 1991 تک الاٹ ہوئے اور سال 1997 میں عدالت عظمیٰ سپریم کورٹ آف پاکستان سے رمضان کیس میں الاٹمنٹس خارج ہوئیں اور ریونیو ریکارڈ میں عملدرآمد کرتے ہوئے سال 2004 میں رقبہ بحق سرکار کیا گیا مگر اس دوران رقبہ ہذا پر چھوٹے چھوٹے گھروں کی صورت میں آبادی ہائے بھی بن چکی تھیں اور کچھ رقبہ موقع پر خالی تھا جو آج بھی کافی حد تک خالی ہے جس پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنے والے کے خلاف فوری طور پر قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ ثبوت کے طور پر 45 ایف آئی آرز کی فوٹو کاپی ہائے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس رقبہ پر الاٹمنٹ خارج ہونے سے پہلے آبادی بن چکی تھی اس میں بہت زیادہ عوام الناس کے گھر ہیں (جن میں ان کی رہائش ہے) دیگر یہ کہ عوام نے مختلف مقدمات میں عدالت عالیہ سے حکم امتناعی بھی حاصل کر رکھے ہیں جن کی وجہ سے مقبوضہ رقبہ واگزار نہ ہو سکا۔

علاوہ ازیں جب بھی گورنمنٹ کو رقبہ کسی مقصد کے لئے درکار ہوتا رہا ہے وہاں آپریشن کر کے رقبہ واگزار کروایا گیا ہے۔ مثلاً ہربنس پورہ میں تقریباً 20 کنال رقبہ وگزار کروا کر ماڈل بازار بنایا گیا ہے جس پر اہلکاران کے خلاف عدالت عالیہ میں توہین عدالت کے مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں۔

جہاں تک موضع ہربنس پورہ میں سرکاری زمین کو واگزار کروانے کے لئے یہ سوال ہے کہ کب تک سرکاری اراضی واگزار کروالی جائے گی۔

اس بابت عرض ہے کہ یہ آبادی ہزاروں ایکڑوں پر محیط ہے اور واگزار کروانے کی صورت میں ہزاروں لوگ بے گھر ہوں گے اور بے شمار لوگوں نے سرکاری اراضی جو کہ ان کے قبضہ میں جس پر انہوں نے الاٹیان سے خرید کر کے گھر بنا رکھے ہیں اب قیمتاً خرید نے کی درخواست ہائے چیف سیٹلمنٹ کمشنر میں دائر کر رکھی ہیں اور ان درخواستوں پر قواعد مجریہ 1975 کے تحت عملدرآمد ہو رہا ہے جس کا طریق کار یہ ہے کہ قابضین کے زیر تصرف سرکاری زمین کی مروجہ مارکیٹ ویلیو کا تعین کرنے کے بعد اُن کو اسی قیمت پر زمین خریدنے کی آفر کی جاتی ہے۔مزید برآں گھر گرائے جانے کے خلاف عدالت ہائے عالیہ سے حکم امتناعی بھی جاری شدہ ہیں۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ مقبوضہ سرکاری زمین کی واگزاری کب تک کی جائے گی تو اس ضمن میں یہ عرض ہے کہ حکم امتناعی ہائے کی موجودگی میں واگزاری کی بابت کوئی وقت تعین نہیں کیا جاسکتا لیکن آج تک قیمت طے ہونے کی بابت کوئی فیصلہ نہ ہو سکا ہے اور گھر گرائے جانے کے خلاف حکم امتناعی بھی جاری شدہ ہیں۔ حکم امتناعی ہائے کی موجودگی میں وگزاری کی بابت کوئی وقت تعین نہیں کیا جاسکتا۔

البتہ ضلعی انتظامیہ کو ہدایات کر دی گئی ہیں کہ وہ سرکاری اراضی جو کہ مرکزی حکومت یا صوبائی حکومت (متروکہ) کی ملکیت ہے اور اس پر کسی کا ناجائز قبضہ بھی نہ ہے، اس کو فوری سرکاری تحویل میں لے لیا جائے۔ جھنڈی (ج) مقدمات کے فیصلہ جات کے بعد ہی اور فیصلہ جات آنے پر واگزاری ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ ممکن ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز (الف) کا جواب نامکمل ہے۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ جن بااثر افراد نے زمین پر قبضہ کر کے بڑی بڑی کوٹھیاں بنا رکھی ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

جناب سپیکر: آپ جھنڈی (الف) پر دیکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جھنڈی (الف) میں بھی اس کی "جھنڈی" کرادی ہے میں نے دیکھ لیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو محکمے کے پر جلتے ہیں یا انہوں نے مک مکا کیا ہوا ہے۔ وہ نام نہیں لینا چاہتے ہیں کہ یہ کن لوگوں کے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے تو کہا تھا کہ ان کے نام بتائیں اور نام بتانا کوئی مشکل نہیں ہے وہ سارا ریونیو ریکارڈ میں موجود ہوتا ہے۔ منسٹر صاحب سے میری درخواست ہے کہ اگر وہ نام لے آئے ہیں تو ایوان کے اندر پیش کر دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے تتمہ (الف) پیش کر دیا ہے آپ اس کو پڑھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جھنڈی (الف) میں بھی انہوں نے اس کو "جھنڈی" کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ کچھ بولنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں پھر ضمنی سوال نہیں کرتا اور اس کو withdraw کر لیتا ہوں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ ان کے نام بتا دیں جن بااثر لوگوں نے کوٹھیاں بنائی ہوئی ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ تشریف رکھیں گے تو میں جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! وہاں 38 آبادیاں ہیں اب ان 38 آبادیوں میں سے کوئی آبادی نکالیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ جی! کچھ معاملات عدالتوں میں بھی ہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ 38 آبادیاں ہیں ان کی detail دے دی گئی ہے اس کے اندر یونٹ کی تعداد بھی لکھ دی گئی

ہے اور اس کے آگے سوسائٹی کا رقبہ بھی لکھا گیا ہے۔ اگر آپ ان یونٹس پر ان کو divide کریں گے تو پورے ریکارڈ میں صرف چند مرلوں سے زیادہ کہیں پر بھی نہیں ملے گا۔ یہ جو کہتے ہیں کہ بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں تو وہ ہم ڈھونڈتے رہے ہیں کہ ہمیں کوئی بڑے بڑے پلاٹس مل جائیں لیکن وہاں چھوٹی چھوٹی آبادیاں ہیں۔

جناب سپیکر: وہ ان کا نہیں پوچھ رہے ہیں، وہ پوچھ رہے ہیں کہ بڑی کوٹھیوں والے کون ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! اس کی پوری detail ہے اور 6143 کنال 12 مرلے میں 38 آبادیاں ہیں۔ ان آبادیوں کی پوری تفصیل موجود ہے اسے میں پڑھ دیتا ہوں۔ مدنی پارک میں 825 یونٹ اور 291 کنال ہیں۔ اب 291 کنال کو آپ 825 پر divide کریں گے تو یہ مرلے نکلیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی توسط سے منسٹر صاحب کو صفحہ نمبر 6 پر متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں جز (الف) کے آخر میں جو فقرہ ہے وہ آپ پڑھ لیں۔ اس میں لکھا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: وہ میں نے دیکھ لیا ہے کہ 38 مختلف ناجائز آبادیاں قائم ہیں۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جن میں بڑی بڑی کوٹھیاں بھی بنی ہوئی ہیں میں نے ان کے نام مانگے ہیں مجھے ان کے نام دیں۔ اگر منسٹر صاحب بھی دباؤ میں آگئے ہیں تو میں خاموش ہو جاتا ہوں۔ یہاں محکمے نے خود admit کیا ہے کہ بڑی بڑی کوٹھیاں بنی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: وہ دباؤ میں نہیں آتے ایسی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں سمجھتا ہوں کہ شیر علی صاحب دباؤ میں آنے والے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بھی قابل احترام ہیں اور وہ بھی قابل احترام ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی بہت عزت کرتا ہوں ماشاء اللہ بہت ریگولر منسٹر ہیں جو اسمبلی میں آتے ہیں اور بڑی جرأت سے بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جوش میں آکر ہوش گم ہو جاتے ہیں ایسی بات نہ کیا کریں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! اگر ڈاکٹر صاحب کے علم میں ایسی کوئی آبادی ہے جہاں پر بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں تو یہ ہماری راہنمائی فرما دیں اگر کسی نے اس طرح کے کوئی قبضے کر رکھے ہیں تو ہمیں بتانے میں کوئی عار نہیں ہے۔ ہمیں ریکارڈ سے پتا چلا ہے کہ جتنی بھی کالونیاں ہیں ان کے رقبہ جات بہت کم ہیں، اس میں سڑکیں بھی چھوڑی ہوئی ہیں اور اس کے اندر گلیاں بھی ہوں گی تو آپ اس سے خود ہی اندازہ لگا لیں۔ مجھے یہاں کوئی ایسی آبادی نظر نہیں آئی جس کے اندر بہت بڑے بڑے مکانات ہوں۔

جناب سپیکر: وہ آگے جا کر کسی نے فروخت بھی کر دیئے ہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ تو ہم نے پہلے admit کیا کہ یہ آبادیاں آج کی بنی ہوئی نہیں ہیں اس میں کچھ بہت پہلے کی آبادیاں ہوں گی وہ expand کی ہوں گی۔ یہ ان کی بات بالکل درست ہے کہ وہاں اس طرح کی آبادیاں موجود ہیں اور اس کو ڈیپارٹمنٹ نے بھی admit کیا ہے۔ اب اس کو کس طرح regularize کرنا ہے یا ان کو خالی کرانا ہے وہ تو ایک پالیسی کی بات ہے۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے جو بات پوچھی گئی تھی اس کا جواب دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ جی! وہ کہہ رہے ہیں کہ حکم امتناعی ہائے کی موجودگی میں واگزاری کی بابت کوئی وقت تعین نہیں کیا جا سکتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! کسی عدالت نے محکمے کو یہ پابند نہیں کیا کہ اسمبلی کے سوال پر ان بااثر افراد کے نام اسمبلی کو پیش نہ کئے جائیں اس طرح کا کوئی حکم امتناعی کسی عدالت نے جاری نہیں کیا۔ سیدھی سی بات ہے کہ یہ جواب نہیں دینا چاہتے اور یہ بااثر افراد سے ڈرتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسا نہیں ہے اللہ کا شکر ہے کوئی نہیں ڈرتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کو چھوڑتا ہوں کیونکہ یہ جواب نامکمل ہے اب میں اس پر اگلی بات کرتا ہوں۔ انہوں نے جز (ب) کے اندر کہا ہے کہ:

"اس بابت عرض ہے کہ یہ آبادی ہزاروں ایکڑوں پر محیط ہے اور واگزار کروانے کی صورت میں ہزاروں لوگ بے گھر ہوں گے۔"

جب انہیں یہ بات معلوم ہے اور ابھی انہوں نے یہ بات فرمائی ہے کہ یہ ایک policy matter ہے تو کیا یہ دس سالوں میں کوئی policy matter نہیں بنا سکے ہیں؟ چلیں غریب لوگوں نے گھر بنا لئے ہیں اور انہوں نے admit کیا ہے کہ اگر گھر گرائیں گے تو لوگ بے گھر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: کہاں لکھا ہے کہ غریب کے لئے قانون اور ہے اور امیر کے لئے قانون اور ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری بات مکمل ہونے دیں۔ امیر کے لئے قانون اور ہے اس لئے وہ بااثر افراد کی کوٹھیاں قائم ہیں یہ گرا نہیں سکتے۔

جناب سپیکر: یہ بات نہیں ہے بات کچھ اور ہوگی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وہ بات آپ کو بھی معلوم نہیں اور یہ بتانا نہیں چاہتے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب کے اندر غریب غرباء کی آبادی بڑھ رہی ہے اور بے روزگاری بھی ہے اور غربت بھی ہے۔ لوگ سرکاری جگہ پر چھوٹے چھوٹے گھر بنا کر بیٹھ جاتے ہیں، کچھ بڑے گھر بھی بنا لیتے ہیں اور ان کو بیچتے بھی ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے اور میں بڑے افسوس سے بات عرض کرتا ہوں کہ ہم دس سال میں اس طرح کی کوئی پالیسی بنانے میں قابل نہیں ہوئے۔ نتیجتاً یہ ہوتا ہے کہ پٹواریوں کی ملی بھگت سے ہی پیسے دے کر کچی آبادیاں وجود میں آتی ہیں۔ اس کے بعد پھر وہ نشاندہی کرتے ہیں اور پھر بلڈوزر چلتے ہیں سامان سمیت، ابھی چند روز پہلے بہاولپور کے اندر ایک 8-بی سی چک ہے اس میں اسی طرح سرکاری رقبہ پر لوگ آ کر بیٹھ گئے اور کافی عرصے سے بیٹھے ہوئے تھے۔ اب پٹواری صاحب نے رپورٹ کر کے نیچے سے اوپر فائل گھمائی اور انہوں نے پھر AC سے آرڈر لے کر سرکاری بلڈوزر کے ذریعے پولیس نے اس کو bulldoze کر دیا۔ اس پر ہماری طرف سے کھمبے بھی بچھے ہوئے تھے اور سرکاری خرچے سے سڑکیں بھی کچی آبادی میں بن گئی ہوئی تھیں لیکن پٹواری صاحب نے کمال کیا اور انہیں monthly نہیں پہنچی تو انہوں نے اس سارے کچھ کو bulldoze کروا دیا۔

جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ رہ تو 27 سے 28 دن ہی گئے ہیں لیکن کم از کم یہ ہے کہ یہ وہاں سے معلومات لیں وہاں دو تین آبادیوں کو 8-بی سی چک سمیت گرایا ہے یہ درست قدم نہیں ہے

جناب سپیکر!اس کے بارے میں تحقیقات کریں۔اگر اب بھی اتنے دنوں میں کچھ کر بھی سکتے ہیں تو کوئی ایک پالیسی اس حوالے سے وضع کریں۔جب دس سال بعد مردم شماری ہوتی ہے اس میں یہ ساری details موجود ہوتی ہیں یہ کتنے غریب لوگ ہیں ان کی آمدنی کتنی ہے اور فیملی کتنی ہے۔یہ پاکستان کے لوگ ہیں ہم از خود دس سال بعد کچی آبادیاں یا اس طرح کی آبادیاں develop کریں اور لوگوں کو وہاں settle کریں۔

جناب سپیکر:جی، آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے۔اب جواب لینے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!کہاں سنی ہے؟وہ کچھ اور پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو میں نے اب ہربنس پورہ کی بات کی ہے، یہ ہزاروں ایکڑ کی کچی آبادی بنی ہوئی ہے:

1- کیا حکومت ان کو regularize کرنے کے لئے تیار ہے؟

2- پورے پنجاب میں جو کچی آبادیاں ہیں ان کو باضابطہ regularize کرنے کی کوئی پالیسی اب ان 28 دنوں کے اندر دس سال waste ہونے کے بعد یہ بنانے کی پوزیشن میں ہیں، کیا وضع کر سکیں گے؟

یہ میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر:آگے بھی لوگوں کے سوال ہیں، جی!جلدی سے جواب دیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب شیر علی خان): جناب سپیکر!یہ کچی آبادیوں کے متعلق جو ڈاکٹر صاحب کی تجویز ہے اس پر بالکل انشاءاللہ غور بھی کریں اور گورنمنٹ غریب اور shelterless لوگوں کے لئے چھوٹے گھر اور مکان بنانے کا بالکل ارادہ رکھتی ہے۔انہوں نے جو سوال کیا تھا تو ہم نے اس کا detail سے جواب دے دیا ہے۔اب یہ پالیسی کیونکہ

ہمارے preview میں نہیں ہے لیکن گورنمنٹ سے ان کی تجویز پر سفارش کریں گے کہ اس پر کوئی پالیسی بنائی جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! 30۔ مئی 2018 کو اسمبلی dissolve ہو جائے گی۔ آپ کے توسط سے میں منسٹر صاحب سے یہ یقین دہانی لینا چاہتا ہوں کہ آج تین تاریخ ہے تو یہ طے کر لیں کہ ہم 20۔ مئی تک اس کے بارے میں کوئی پالیسی وضع کر کے اس کو notify کر دیں گے۔ چلیں، آنے والے اس پر مزید آگے بات بڑھا دیں گے تو جو خیر کا کام ہو گا، جو بنیاد ڈالی جائے گی اس کا اجر گورنمنٹ کو مل جائے گا۔ اس میں کوئی streamline ہو جائے گا تو پھر آنے والے اس کو لے کر آگے چلیں گے۔ اس طرح کی کوئی پالیسی کی منسٹر صاحب یقین دہانی کروا دیں کہ ہم 20۔ مئی تک اس کو streamline کریں گے، ہربنس پورہ کی کچی آبادی کو بھی regularize کریں گے اور ہم پورے پنجاب کے لئے پالیسی dictate کروا دیں گے، بنوا دیں گے، notify کر دیں گے یہ تو ہمارے ساتھ وعدہ کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، قانون کے مطابق دیکھیں جو آپ کر سکتے ہیں اس کے مطابق کروا دیں۔ جی، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے یہ اہم بات کی ہے۔ یہ جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے بات سن لی ہے۔ وہ جواب دیتے ہیں۔ ادھر سے جواب آتا ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں کوئی اس طرح کا وعدہ نہیں کروں گا جو undoable ہو، بالکل یہ ہمیں اپنی تجاویز لکھ کر دیں اور گورنمنٹ کو recommend کریں گے کہ اس پر پالیسی اس طرح کی بنے۔ جو انہوں نے جس آبادی کا ذکر کیا اور باقی بھی جو آبادیاں اس طرح کی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ایک اور آبادی کی بھی وہ نشاندہی کر رہے ہیں وہ بھی ذرا چیک کروا لیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ہربنس پورہ کی بات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ہربنس پورہ کے علاوہ ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے 8۔بی سی چک بہاولپور کا ذکر کیا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ جی! آپ لکھ کر دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں لکھ کر کیا دوں ؟ ساری باتیں یہاں اسمبلی کے ریکارڈ کے اندر ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال میاں طارق محمود کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آخری بات کر رہا ہوں، میں یہ کوئی پوائنٹ سکورنگ کے لئے نہیں کر رہا۔ یہ ان کے گلے کے لئے بھی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ہاں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ان کی بات سنیں ناں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ ذرا ان کو بات کرنے دیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ جو ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ اسمبلی کے ریکارڈ پر ساری باتیں آ گئی ہیں یہ بالکل درست ہے۔ اس کی remedy کے لئے ہمیں یہ اپنی تجاویز دیں، ہم ان کو incorporate کریں گے اور ہم اپنی recommendations میں جو گورنمنٹ کو بھیجیں گے، میں نے یہ request کی ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: Order please, No, No, Sir!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ صرف لاہور کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ جب آپ کی باری آئے گی تو پھر دیکھیں گے۔ میاں صاحب! یہ ایک کام اور آگیا ہے۔ حاجی ملک عمر فاروق مجلس قائمہ برائے ہوم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔ جی، جلدی کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ وقفہ سوالات کے اندر کیسا قانون آگیا ہے؟

جناب سپیکر: میں نے یہ کہہ دیا ہے۔ اب باقی بعد میں پیش کریں گے۔

مسودہ قانون (ترمیم) (ریگولیشن) ساؤنڈ سسٹم 2018،
مسودہ قانون (پنجاب ترمیم) دھماکا خیز مواد 2018 اور
مسودہ قانون تحفظ گواہ 2018 کے بارے میں مجلس قائمہ
برائے داخلہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! میں

(1) The Punjab Sound System (Regulation) (Amendment) Bill 2018(Bill No.13 of 2018).
(2) The Punjab Explosive Substances (Punjab Amendment) Bill 2018(Bill No. 14 of 2018)
(3) The Punjab Witness Protection Bill 2018 (Bill No. 15 of 2018).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہوم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ ایوان کے اندر نئی روایات قائم ہو رہی ہیں۔ میرا سوال pending ہے اس کا جواب چاہئے۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے۔ میں نے ان سے پہلے کہہ دیا ہے۔ جی، میاں طارق محمود! آپ کا سوال ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(۔۔۔جاری)

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 8604 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات کے حلقہ ڈنگہ میں سنٹرل گورنمنٹ کے رقبہ کے انتقال کی تفصیلات

*8604: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر گجرات کے مراسلہ نمبر 703 مورخہ 31۔اکتوبر 2016 کے تحت تحصیلدار / ریونیو آفیسر حلقہ ڈنگہ کو سنٹرل گورنمنٹ کے رقبہ کا انتقال غیر قانونی بغیر کسی اتھارٹی کی اجازت کے درج کرنے کے بارے میں اپنی رپورٹ و ریکارڈ خود پیش کرنے کے احکامات جاری کئے گئے تھے؟

(ب) سنٹرل گورنمنٹ کے کتنے رقبہ کا انتقال غیر قانونی بغیر کسی اتھارٹی کی اجازت کے درج کرنے کا انکشاف ہوا تھا اس رقبہ کے انتقال نمبر اور خسرہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس انتقال کے بارے میں جو کارروائی آج تک ہوئی ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے نیز اس کے ذمہ داران کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان کے خلاف جو کارروائی کی گئی ہے، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان):

(الف) بحوالہ مراسلہ نمبری 703 مورخہ 31-10-2016 مجاریہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر، گجرات کے تحت ہمارے علم میں لایا گیا کہ سنٹرل گورنمنٹ کا رقبہ غیر قانونی، کسی مجاز اتھارٹی کی اجازت کے بغیر نمبرات خسرہ 2/323 تعدادی 4K-0M نمبر خسرہ 321 تعدادی 8K-0M نمبر خسرہ 3231/1 تعدادی 4K-0M کا اندراج تبدیل کیا گیا۔ جس کی فرد بدرات ریونیو فیلڈ سٹاف نے مرتب کر کے بحوالہ فرد بدر نمبری 288 اور 289 سابقہ اندراج مطابق ریکارڈ بحال کیا جا چکا ہے۔ چونکہ ریونیو ریکارڈ میں اندراج بدوں معقول وجوہات تبدیل کر دیا گیا تھا۔

(ب) سنٹرل گورنمنٹ کا رقبہ تعدادی16K-0M کا اندراج بدوں حکم اتھارٹی مجاز تبدیل ہوا تھا جس میں نمبرات خسرہ1/2،323/321323 آتے ہیں۔ اندراج سابقا درست ہو چکا ہے لیکن یہ تبدیلی بدوں انتقال تھی۔ اس سلسلہ میں ایک انتقال نمبر7670 مورخہ 30-07-1996 بحوالہ انتقال نمبری7668 درج ہو کر بصورت جدید منظور ہوا تھا جبکہ اس رقبہ کے انتقال قبضہ کو انتقال نمبر7668 کے تحت تحفظ دیا گیا جبکہ قواعد وضوابط کو اس انتقال میں رخصت کر دیا گیا۔

(ج) اس معاملے پر انکوائری اسسٹنٹ کمشنر، کھاریاں کے پاس زیر سماعت ہے جس میں اس وقت کے پٹواری میاں عبدالغفور نے اپنے بیان میں تسلیم کیا کہ بحوالہRL-II نمبر204 الاٹمنٹ محمد جمیل وغیرہ مالکان تھے اور اس ہی کی درخواست آمدہ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات کے تحت عمل کیا گیا تھا اور درخواست پر رپورٹ کر کے واپس دستی ارسال کر دی گئی تھی اور ریکارڈ میں ایسی رپورٹ یا حکم مجاز اتھارٹی نہ مل سکا ہے۔ اسسٹنٹ کمشنر، کھاریاں نے بروئے چٹھی نمبریReader/323 مورخہ08-05-2017 RL-II ملاحظہ کرنے کی اجازت طلب کی ہے تاکہ بعد از ملاحظہ انتہائی اہم دستاویز حقائق کو یکسو کیا جا سکے۔ بورڈ آف ریونیو پنجاب کے مراسلہ نمبرU&R/292/2011-22778 مورخہ27-10-2014 کی تعمیل میں RL-II کو صرف ڈسٹرکٹ کلکٹر، گجرات بعد از اجازت چیف سیٹلمنٹ کمشنر ملاحظہ کر سکتا ہے اس لئے ایک مراسلہ بائی امر ارسال کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس زمین کے بارے میں پوچھا گیا ہے اس میں انہوں نے جز(ب) میں کہا ہے کہ سنٹرل گورنمنٹ کا رقبہ تعدادی16K-0M کا اندراج بدوں حکم اتھارٹی مجاز تبدیل ہوا تھا جس میں نمبرات خسرہ1/2،323/321323 آتے ہیں۔ اندراج سابقا درست ہو چکا ہے لیکن یہ تبدیلی بدوں انتقال تھی۔ اس سلسلہ میں ایک انتقال نمبر7670 مورخہ 30-07-1996 بحوالہ انتقال نمبری7668 درج ہو کر بصورت جدید منظور ہوا تھا۔ جبکہ اس رقبہ کے

انتقال قبضہ کو انتقال نمبر 7668 کے تحت تحفظ دیا گیا جبکہ قواعد وضوابط کو اس انتقال میں رخصت کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! اب میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ زمین سنٹرل گورنمنٹ کی ہے اور غلط طریقے سے افسران نے مل کر اس کو ٹرانسفر کیا تو بتایا جائے کہ اب اس زمین کا قبضہ کس کے پاس ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی ومعدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ جو انتقال ہوا تھا جس انتقال کی انہوں نے ساری detail پڑھی ہے اس کو خارج کر دیا گیا ہے اور سنٹرل گورنمنٹ کے رقبہ کو بحال کر دیا گیا ہے۔ اس انتقال کا نمبر درج ہے اس کے تحت اس وقت قبضہ دیا گیا تھا وہ خارج کر دیا گیا ہے۔ اب قبضہ بحال ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کس کا قبضہ بحال ہو گیا ہے وہ یہ پوچھ رہے ہیں۔

وزیر کانکنی ومعدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! گورنمنٹ کا قبضہ بحال ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ گورنمنٹ کا کہہ رہے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نہایت معذرت کے ساتھ کہتا ہوں اور پھر ایک دفعہ پوچھتا ہوں کہ یہ سرکاری زمین کا قبضہ کس کے پاس ہے؟ میں بڑے عرصے سے اسمبلی میں یہ سوال کرتا رہا ہوں کہ کیا ڈنگہ پٹواری سرکل میں کوئی سرکاری زمین ہے جس کے جواب میں ریکارڈ میں یہ آتا رہا ہے کہ وہاں پر کوئی سرکاری زمین نہیں ہے۔ جب یہ embezzlement سامنے آئی ہے۔ انتقال ہوئے ہیں اور سارا کچھ ہونے کے بعد آگے اگر جاتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ اس کے بارے میں انکوائری رپورٹ ہو رہی ہے۔ جز (ج) میں ہے کہ:

> "اس معاملے پر انکوائری اسسٹنٹ کمشنر (کھاریاں) کے پاس زیر سماعت ہے جس میں اس وقت کے پٹواری میاں عبدالغفور نے اپنے بیان میں تسلیم کیا کہ بحوالہ RL-II نمبر 204 الاٹمنٹ محمد جمیل وغیرہ مالکان تھے اور اس ہی کی درخواست

آمدہ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) گجرات کے تحت عمل کیا گیا تھا اور درخواست پر رپورٹ کر کے واپس دستی ارسال کر دی گئی تھی اور ریکارڈ میں ایسی رپورٹ یا حکم مجاز اتھارٹی نہ مل سکا ہے۔ اسسٹنٹ کمشنر (کھاریاں) نے بروئے چٹھی نمبری 323/Reader مورخہ 08-05-2017 RL-II ملاحظہ کرنے کی اجازت طلب کی ہے تا کہ بعد از ملاحظہ انتہائی اہم دستاویز حقائق کو یکسو کیا جاسکے۔۔۔"

جناب سپیکر: یہ سارا لکھا ہوا ہے۔ آپ بات کریں، پوچھیں، کیا بات پوچھنی ہے؟ یہ انہوں نے سارا کچھ لکھ کر دے دیا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کہتے ہیں ایک انکوائری جو سرکاری زمین کی 08-05-2017 سے اسسٹنٹ کمشنر کے پاس پڑی ہے۔

جناب سپیکر! پہلا سوال یہ ہے کہ اب یہ زمین کس کے پاس ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر سرکاری زمین کی انکوائری کرنے کے لئے 08-05-2017 سے وہ اسسٹنٹ کمشنر کے دفتر میں پڑی ہوئی ہے تو اس کا کون جوابدہ ہے؟

جناب سپیکر: 08-05-2017 والی بات پوچھ رہے ہیں، RL-II ملاحظہ ہوا ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ڈی سی گجرات کی طرف سے جو چٹھی آئی ہے یہ 28-اپریل 2018 کی ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ:

In compliance with the permission accorded by letter under reference after de-sealing RL-II Moza Dinggah, the inquiry was enterested to Assistant Commissioner Kharian to probe into the matter and submit the fact finding report in the subject issue which is under way. The report will be submitted to the Board of Revenue at the earliest.

جناب سپیکر! یہ ان سے پوچھا گیا تھا۔ جب de-seal کرنے کی اجازت مل گئی تو اس کے بعد اس کی latest position یہ ہے کہ ابھی تک انہوں نے وہ رپورٹ بورڈ آف ریونیو کو submit نہیں کی ہے کیونکہ اس کو de-seal کرنے کی اجازت ملنے کے بعد ہی انہوں نے اس کو ملاحظہ کیا ہوگا اور اس میں جو بھی مجاز اتھارٹی ہے، اسسٹنٹ کمشنر (کھاریاں) کے پاس یہ انکوائری ہے وہ اس کے اوپر رپورٹ مرتب کر کے بورڈ آف ریونیو کو ارسال کریں گے۔

جناب سپیکر: اس کو رپورٹ کر کے ادھر بھجوانے میں کتنا عرصہ لگے گا؟

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! پہلے وہ اس لئے نہیں ہوئی کہ اس کو de-seal کرنے کی اجازت ان کے پاس نہیں تھی اور جب ان کو یہ اجازت ملی ہے تو اب وہ ریکارڈ ملاحظہ کرنے کے بعد ہی اس رپورٹ کو مرتب کریں گے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میرا ان سے ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: قریشی صاحب! یہ سوال ان کا ہے۔ وہ ابھی پوچھ رہے ہیں۔ ان کو satisfy ہونے دیں۔ ان کے بعد آپ بھی ضمنی سوال کر لیں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میں ان کی help کے لئے ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ان کی help آپ کیسے کریں گے؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! اس لئے کہ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ RL-II جو ہے وہ double lock میں ہوتا ہے؟ اس میں پٹواری کا کوئی اختیار ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پٹواری کا اختیار نہیں ہے۔ وہ انہوں نے پہلے طریق کار اختیار کیا ہوا ہے۔ آپ نے اس کو پڑھا نہیں ہے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! RL-II کے اندر الاٹمنٹ کیسے کی گئی؟

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں ناں۔ ان کو پوچھنے دیں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! اس کا RL-II کھولنے کا اختیار ہی نہیں ہے۔ اس نے کس طرح الاٹمنٹ کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، صرف ڈسٹرکٹ کلکٹر۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان):
جناب سپیکر! اس میں بڑا واضح ہے کہ:

> The Assistant Commissioner Kharian vide letter No.323/reader dated 08-05-2017 requested for provision of RL-II so that the comprehensive inquiry report could be made, as per guidelines/standing instructions on RL-II registered circulated by Board of Revenue Lahore vide letter No.2278/2011/292/unrl dated 27-10-2014. The Chief Settlement Commissioner is competent to grant permission for provision of RL-II under the policy.

جناب سپیکر! یہ جو کہہ رہے ہیں کہ یہ کون اجازت دیتا ہے، تو یہ چیف سیٹلمنٹ کمشنر اس کی اجازت دیتا ہے اور وہ اجازت دے دی گئی اور اس کے بعد انکوائری افسر اس کو de-seal کر کے اس کے ریکارڈ سے جو بھی عکس کریں گے، ان کو بورڈ آف ریونیو دوبارہ بھی ہدایت کرے گا کہ اس کی رپورٹ جلد از جلد مرتب کر کے بورڈ آف ریونیو کو submit کی جائے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! آپ نے سارا سوال دیکھ لیا ہے۔ یہ جو گورنمنٹ لینڈ ہے یہ اتنی قیمتی ہے کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ یہ کروڑوں، اربوں روپے کی ہے تو کوئی شک والی بات نہیں لیکن میں ان سے صرف یہ گزارش کرتا ہوں کہ چونکہ یہ discuss ہو چکا ہے، ایس ایم بی آر تشریف رکھتے ہیں، وہ ساری بات سن رہے ہیں، اس کے اوپر کوئی high level committee بنا کر یہ زمین واپس گورنمنٹ کو دی جائے اور اس کے اوپر جو غلط کام جس جس نے بھی کیا ہے وہ ان کے خلاف ایکشن لینے کے لئے تیار ہیں اور وہ کتنی مدت میں اس کو مکمل کر لیں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان):
جناب سپیکر! میاں صاحب کا concern بالکل بجا ہے کیونکہ یہ جب cancel کیا گیا تو یہ غلط ہوا

ہو گا تو تبھی cancel کیا گیا اور اب اس کے اوپر انکوائری ہو رہی ہے، اس کی رپورٹ آنے دیں، اس کی روشنی میں جو جو ذمہ دار ہو گا، جو غلط ہوا ہو گا اس کو rectify بھی کیا جائے گا اور ان کے خلاف ایکشن بھی لیا جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے سب سے پہلے یہ گزارش کی ہے کہ اس کا قبضہ کس کے پاس ہے؟ جو سٹیٹ لینڈ ہے، جب کوئی قابض ہو جاتا ہے، اس طرح کا جعلی ریکارڈ بنا لیتا ہے، پھر تو وہ چھوڑنے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! میری صرف یہ گزارش ہے کہ اس کا قبضہ بھی واپس کیا جائے اور اس کا ریکارڈ جو ہے اس میں جن لوگوں نے گڑبڑ کی ہے ان کے خلاف ایکشن لیا جائے، جو یہ رپورٹ ہے یہ 08-05-2017 کی ہے۔ آج تقریباً سال ہونے کو ہے۔ کتنے عرصہ میں یہ مکمل کر لی جائے گی۔ اس طرح کے کیس تو highlighted cases ہیں، اس میں گورنمنٹ کو اتنا نقصان پہنچا ہے۔ اس کو تو serious لینا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نہایت معذرت کے ساتھ منسٹر صاحب سے کہتا ہوں کہ اس میں آنے جانے والی بات بالکل نہیں ہونی چاہئے۔ یہ تو آپ کو چاہئے کہ آپ کہیں کہ within a week میں اس کا سب کچھ thrash out کر کے ان کے خلاف کارروائی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اس کے بارے میں سخت کارروائی کریں۔ آپ جو کر سکتے ہیں وہ کریں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! اس کی رپورٹ آنے پر جلد از جلد اس کو personally pursue کر لیتے ہیں۔ اسسٹنٹ کمشنر (کھاریاں) سے اس کی رپورٹ منگوا کر ایس ایم بی آر صاحب personally اس کو دیکھ کر اس کے اوپر جو بھی کارروائی بنتی ہو گی وہ ضرور کریں گے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو پھر pending کر لیتے ہیں۔ جی، اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 9163 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ مال میں بھرتی ہونے والے افسران کی اسناد کی تصدیق سے متعلقہ تفصیلات

*9163: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قواعد کے مطابق بھرتی ہونے والے ملازمین کی تعلیمی اسناد کی تصدیق کروائی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ مال میں بھرتی ہونے والے ADLR، سروس سنٹرز انچارج اور ایڈیشنل ڈائریکٹر کی تعلیمی اسناد کی تصدیق نہیں کروائی گئی؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بعد از انکوائری تعلیمی اسناد کی بروقت تصدیق نہ کروانے والے اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے اوراسناد کی تصدیق کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان):

(الف) یہ درست ہے کہ قواعد کے مطابق بھرتی ہونے والے ملازمین کی تعلیمی اسناد کی تصدیق کروائی جاتی ہے۔

(ب) ان کی بھرتی پنجاب لینڈ ریکارڈ اتھارٹی کرتی ہے۔ محکمہ مال سے بھرتی کا تعلق نہیں ہے۔

(ج) اسناد کی بروقت تصدیق نہ کروانے والے اہلکاران کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں جز (ب) پر ضمنی سوال کرنا چاہوں گی۔ انہوں نے مجھے جو جواب دیا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ:

"ان کی بھرتی پنجاب لینڈ ریکارڈ اتھارٹی کرتی ہے۔ محکمہ مال سے بھرتی کا تعلق نہیں ہے۔"

پھر جز (ج) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ:

"اسناد کی بروقت تصدیق نہ کروانے والے اہلکاران کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔"

جناب سپیکر! جب محکمہ مال سے بھرتی کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ جو اپنی اسناد کی تصدیق نہیں کرواتے ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ ایک تو یہ کہ کیا کارروائی کی جاتی ہے اور دوسرا یہ کس طرح کہ ایک طرف تو آپ نہ کر رہے ہیں کہ ان کی بھرتی سے محکمہ مال کا کوئی تعلق نہیں ہے تو جب تعلق نہیں ہے تو پھر ان کی اسناد کی بروقت تصدیق کیسے کی جاتی ہے کیونکہ بھرتی کے وقت ہی یہ کام ہوتا ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ earlier میں اسی سے related یہ سوال ہے، پراجیکٹ کے جو لوگ بھرتی کئے گئے تھے اور بعد میں اتھارٹی کے اندر ان کو ضم کر دیا گیا ان کے متعلق غالباً ممبر چاہ رہی ہیں کہ اس کا بتایا جائے کہ ان کی اسناد کی تصدیق کی گئی ہے یا نہیں۔ تمام جو ملازمین ہیں ان کی اسناد کی تصدیق کی جا رہی ہے۔ اگر اس میں کوئی بھی anomaly پائی گئی تو پیڈا ایکٹ کے تحت ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: PEEDA Act 2006 کے تحت کارروائی کی جائے گی؟

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! جی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں پوچھا تھا میرا سوال تھوڑا سا different ہے کہ جب بھرتیاں کی جاتی ہیں تب ہی اسناد کی تصدیق ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس بھرتی کا تو محکمہ مال سے تعلق ہی نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ اسناد کی تصدیق کب ہوتی ہے؟ یہ تو understood ہے کہ جب ایک بندہ بھرتی ہوتا ہے اس وقت اس کی qualification check کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پہلے چیک کرتے ہیں کہ آپ کی کیا qualification ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں نے یہی عرض کیا ہے کہ جب لوگ گورنمنٹ سیکٹر میں directly recruit ہوتے ہیں تو

ان کی تصدیق کی جاتی ہے یعنی اگر ریونیو ڈیپارٹمنٹ میں recruitment ہوتی ہے تو اسناد کی تصدیق کی جاتی ہے لیکن یہ لوگ پراجیکٹ میں بھرتی کئے گئے تھے اور پھر بعد میں انہیں اتھارٹی میں ضم کر دیا گیا although overall اس کی regulatory body تو بورڈ آف ریونیو ہی ہے لیکن وہ اتھارٹی ہے اور independently کام کرتی ہے وہ اتھارٹی بھی اپنے تمام ملازمین کی اسناد کی تصدیق کر رہی ہے۔

۔۔(موبائل فون بجنے کی آواز)

جناب سپیکر: یہ ٹیلیفون بند کریں۔ یہ کس کا ٹیلیفون ہے؟(اسمبلی عملہ سے)

آپ دیکھیں کہ یہ ٹیلیفون کس کا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ تو اصول کی بات ہے کہ جن کا مائیک on ہے انہی کا ٹیلیفون ہو گا۔ اگر آپ وائی فائی بند کروا دیں تو سب کے ٹیلیفون بند ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: کیا کہا؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے ممبران یا دوسرے لوگوں کے لئے جو وائی فائی لگوایا ہوا ہے اسے بند کروا دیں تو ٹیلی فون بند ہو جائیں گے۔ منسٹر صاحب کی تلاشی لی جائے موبائل فون نکل آئے گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ پلیز ایسی بات نہ کریں، وہ بھی معزز ممبر ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ خود اس بات کو سمجھیں اگر آپ کی جیب میں موبائل ہے تو اسے بند کر دیں۔(قہقہے)

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میرا موبائل میری جیب میں نہیں بلکہ بالکل سامنے پڑا ہوا ہے اور میں نے اسے on بھی نہیں کیا ہوا۔ چیک کر سکتے ہیں کہ یہ بند ہے، وائی فائی بھی بند ہے اور میں یہاں پر وائی فائی use نہیں کر رہا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات(ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میاں اسلم اقبال صاحب! آپ آ کر چیک کر لیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یونیورسٹیز اور بورڈز کو اسناد کی تصدیق کے لئے جب کہا جاتا ہے تو وہ کئی دفعہ کافی زیادہ ٹائم

لے لیتے ہیں اس لئے اس میں کچھ ٹائم لگ سکتا ہے لیکن تمام لوگوں کی اسناد verify کی جائیں گی اگر کسی کی سند جعلی نکلی تو اس کے خلاف پوری کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) میں جواب دیا ہے کہ ان کی بھرتی پنجاب لینڈ ریکارڈ اتھارٹی کرتی ہے تو obviously اتھارٹی میں بھی سفارشیں ہوتی ہیں بہت سے لوگ سفارش کے ساتھ آتے ہیں۔ اس کا simple جواب یہی ہے کہ سفارش والے لوگ آتے ہیں پھر ان کی ڈگریاں کوئی بھی چیک نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ تو آپ ایسے سمجھ رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ایسے ہی ہے۔ میں یہاں ایوان میں کھڑے ہو کر یہ حقیقت بیان کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب نے آپ کی بات کا جواب دیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! لوگ ملازمتوں میں میرٹ پر نہیں بلکہ سفارش پر آتے ہیں۔ اس کا simple جواب sorry ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرٹ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو کہا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب کا یہ hallmark ہے کہ ہم نے تمام recruitments میرٹ پر کی ہیں۔ اگر ان کے پاس اس طرح کا کوئی ثبوت ہے تو لے آئیں۔ بغیر ثبوت کے اتنے August forum پر یہ بات مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، انہوں نے بات کر لی ہے تو آپ مہربانی کریں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! یہ مناسب نہیں ہے کہ اس طرح بات کریں۔ یہ کسی ثبوت کے ساتھ آئیں تو ہم اس کے خلاف ضرور کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں ہے۔ اگر وہ بات کر گئی ہیں تو ان کا بھی کچھ استحقاق ہے۔ اس لئے کوئی بات نہیں آپ گھبرائیں نہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ اگر ثبوتوں کے ساتھ بات کرنی ہے تو پھر ثبوت تو سب کے پاس ہیں۔ میں بھی ثبوت لے آؤں گی پھر وہ بھی ثبوت دیں گے کہ ایسا کچھ نہیں ہو رہا۔ یہاں اس ایوان میں کھڑے ہو کر۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ دیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ہم یہاں ایوان میں کھڑے ہو کر اس لئے بات کرتے ہیں تاکہ کچھ بھلائی ہو سکے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا جو سوال تھا منسٹر صاحب نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جو مسائل ہیں ان کو کھلے دل کے ساتھ ماننا چاہئے تھا کہ یہ مسئلہ ہے اور ہم اسے حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہیں اس طرح نہیں کہنا چاہئے۔

جناب سپیکر: لڑنا نہیں بلکہ آرام سے بات کرنی ہے اور آرام سے ہی سنی ہے۔ آپ کی مہربانی۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! ایک گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ بھی وہی بات کر رہے ہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں اس میں clarify کر دوں کہ جب سے یہ اتھارٹی بنی ہے۔ میں نے یہی گزارش کی ہے کہ جب پراجیکٹ میں بھرتی ہوئی تھی انہیں اتھارٹی میں ضم کیا گیا لیکن اتھارٹی کی جو بھی بھرتی ہو رہی ہے

وہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہو رہی ہے۔ اس وقت 702 اسامیوں پر پبلک سروس کمیشن بھرتیاں کرنے جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ آپ کی مہربانی۔ اگلا سوال ڈاکٹر نجمہ افضل خان کا ہے۔ جی، محترمہ صاحبہ!

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 9375 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کی عدالتوں کے مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*9375: **ڈاکٹر نجمہ افضل خان:** کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں تمام ڈپٹی کمشنر اور کمشنر صاحبان اپنے ضلع اور ڈویژنل کلکٹر صاحبان کی حیثیت سے ریونیو معاملات میں عدالت لگاتے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ہر سطح پر ایسی عدالتوں کی تعداد نیز 30۔ جون 2017 تک ایسی ہر عدالت میں زیر التواء مقدمات مع 17-2016 میں کئے گئے فیصلے کی تفصیل مقدمات چارٹ فارم مہیا کی جائے؟

(ج) کیا حکومت ان عدالتوں کی کارکردگی بسلسلہ جلد از جلد انصاف کی فراہمی کے مقصد سے مطمئن ہے اگر نہیں تو حکومت متعلقہ افسران کے خلاف کوئی اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان):

(الف) قانون مالیہ اراضی پنجاب 1967 کے تحت ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان بطور افسران مال / کلکٹر عدالت لگاتے ہیں اور ڈویژن ہائے کے کمشنر صاحبان بطور افسر مال / کمشنر عدالت لگاتے ہیں اور قانون مزارعت پنجاب 1887 کے تحت کلکٹر ضلع اور کمشنر ڈویژن عدالت مال لگاتے ہیں۔

(ب) پنجاب میں کلکٹر ہائے اضلاع کی تعداد 36 ہے اور ڈویژن میں کمشنر صاحبان کی تعداد 9 ہے۔ مذکورہ بالا افسران مال و عدالت ہائے مال میں 30۔ جون 2017 میں زیر التواء مقدمات کی تعداد اور سال 17-2016 کے دوران فیصلہ شدہ مقدمات کی تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت افسران مال و عدالت ہائے مال میں دائر مقدمات کو جلد از جلد فیصلہ کرنے کی ضروری ہدایات وقتاً فوقتاً جاری کرتی رہتی ہے اور بالعموم ان کی کارکردگی سے مطمئن ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! جز (ب) کے حوالے سے ضمنی سوال کروں گی کہ زیر التوا مقدمات کی فہرست جولائی 2016 سے جون 2017 تک پیش کی گئی ہے۔ اس فہرست میں مختلف اضلاع میں بہت بڑی تعداد میں مقدمات زیر التوا ہیں اور فیصلے کے منتظر ہیں۔ مثلاً لاہور میں 245 مقدمات، گوجرانوالہ میں 484 مقدمات، سیالکوٹ میں 495 مقدمات، گجرات میں 172 مقدمات، سرگودھا میں 289 مقدمات، میانوالی میں 495 مقدمات، راولپنڈی میں 171 مقدمات، چکوال میں 649 مقدمات اور فیصل آباد میں 104 مقدمات زیر التوا ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ فہرست لمبی ہے۔ آپ ضمنی سوال کیا کرنا چاہتی ہیں؟

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! میں یہ سوال کرنا چاہتی ہوں کہ یہ مقدمات کیوں نہیں نمٹائے جا رہے؟ حکومت کتنی مدت میں انہیں نمٹانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس میں تاخیر کی وجوہات کیا ہیں؟ پھر جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ حکومت کارکردگی سے مطمئن ہے جبکہ مختلف اضلاع میں بہت بڑی تعداد میں مقدمات زیر التوا ہیں اور فیصلے کے منتظر ہیں۔ کارروائی بہتر کرنے کے لئے متعلقہ افسران کو صرف ہدایات ہی جاری کی جاتی ہیں یا اس کے علاوہ کوئی طریق کار یا strategy اپنائی جا سکتی ہے تاکہ کارکردگی مزید بہتر ہو سکے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! محترمہ نے بالکل صحیح نشاندہی کی ہے کہ بہت سارے مقدمات زیر التواہیں لیکن انہوں نے فہرست کی دوسری سائیڈ نہیں پڑھی جس میں ڈپٹی کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ نے 948 مقدمات کے فیصلے کئے اور اب 157 مقدمات زیر التواءہیں۔ اسی طرح سیالکوٹ میں 426 مقدمات کا فیصلہ ہوا، گوجرانوالہ میں 821 مقدمات کا فیصلہ ہوا اور اب 400 مقدمات زیر التواہیں۔ ساتھ ساتھ مقدمات درج بھی ہوتے ہیں چونکہ یہ ongoing process ہے ایسے کوئی مقدمات نہیں ہوں گے جو بہت عرصے سے pending چلے آرہے ہوں ان کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں کہ انہیں پہلے نمٹایا جائے۔

جناب سپیکر: expedite کیا جائے۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! جلد از جلد ان پر فیصلے کئے جائیں گے۔ تاخیر کی بہت ساری وجوہات ہوتی ہیں وکلاء حضرات تاریخیں لیتے ہیں، سائل حضرات بھی بہت سارے delaying tactics استعمال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جنہیں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ(جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! کوشش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مقدمات کا فیصلہ ہو۔ جیسے ساہیوال میں 850 مقدمات کا فیصلہ ہوا اور اب 193 مقدمات بقایا ہیں۔ بہاولپور میں 719 مقدمات کا فیصلہ کر دیا گیا ہے اور اب 408 بقایا ہیں۔ محترمہ نے ایک کالم پڑھا ہے۔

جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ وہ دوسرا کالم بھی دیکھ لیں تو اس کے اندر کارکردگی بھی نظر آئے گی کہ انہیں جلدی نمٹانے کے لئے بھی بہت سارے اقدامات کئے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال نمبر 9508 الحاج محمد الیاس چنیوٹی کا ہے--- موجود نہیں ہیں تو اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی الحاج محمد الیاس چنیوٹی کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 9509 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چنیوٹ میں اشٹام پیپر کے لائسنس جاری کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*9509: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ میں اشٹام پیپر فروشی کے کتنے لائسنس جاری کئے گئے ہیں کیا ان میں کسی قسم کی درجہ بندی بھی موجود ہے ایک اشٹام پیپر فروش سالانہ کتنے اشٹام پیپر فروخت کر سکتا ہے؟

(ب) اشٹام پیپر فروش کے لائسنس کے لئے کیا کیا شرائط اور لوازمات ہیں نیز لائسنس حاصل کرنے کے لئے کیا طریق کار ہے لائسنس جاری کروانے کے لئے کس آفیسر کو درخواست دینی ہوتی ہے اور لائسنس بنوانے اور تجدید کی فیس کتنی ہوتی ہے 2009 سے اب تک تجدید کی مد میں سرکاری خزانے میں کتنی رقم جمع کروائی گئی؟

(ج) چنیوٹ میں گزشتہ پانچ سالوں میں کتنے نئے افراد کو اشٹام پیپر فروخت کرنے کے لائسنس جاری کئے گئے تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان):

(الف) اس وقت ضلع چنیوٹ میں 46 اسٹام فروش کام کر رہے ہیں ان میں کوئی درجہ بندی نہ ہے اور نہ ہی یہ قدغن موجود ہے کہ وہ سالانہ کتنے اشٹام پیپرز فروخت کرنے کے مجاز ہیں اسٹام فروش۔/1000 روپے اور اس سے کم مالیتی اشٹام پیپر فروخت کر سکتا ہے۔

(ب) اشٹام فروش کے لائسنس کے لئے قواعد وضوابط پنجاب سٹمپ رولز 1934 میں 26 سی رول موجود ہے جس کے لئے کوئی ابتدائی تعلیم مقرر نہ ہے اچھے کردار کا حامل ہونا ضروری ہے۔ ڈسٹرکٹ کلکٹر چنیوٹ لائسنس جاری کرنے اور تجدید کرنے کے مجاز ہیں۔ لائسنس کے اجراء اور تجدید کی کوئی فیس نہ ہے اس لئے سال 2009 سے لے کر اس مد میں کوئی رقم داخل خزانہ سرکار نہ ہوئی ہے۔

(ج) ضلع چنیوٹ میں پچھلے پانچ سال میں کل 22 نئے لائسنس جاری ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ:

"اشٹام پیپر فروش کے لائسنس کے لئے کیا کیا شرائط اور لوازمات ہیں نیز لائسنس حاصل کرنے کے لئے کیا طریق کار ہے۔۔۔"

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جب اس سوال کا جواب آ رہا تھا تو آپ یہاں نہیں تھے لہٰذا اب آپ اس پر ضمنی سوال نہیں کر پائیں گے۔ جب اس سوال کا جواب آ رہا تھا تو آپ اس وقت کہاں تھے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری عرض تو سُن لیں۔ آپ مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ بیٹھ جائیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ میں آپ کو ضمنی سوال کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع چنیوٹ میں محکمہ مال کے پٹواری اور تحصیلداروں کی تعیناتی سے متعلقہ تفصیلات

*9508: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ کے محکمہ مال میں کتنے تحصیلدار، نائب تحصیلدار، گرداور اور پٹواری کتنی کتنی مدت سے تعینات ہیں ان کی تاریخ تعیناتی مقام تعیناتی اور ان کے ناموں کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) ضلع چنیوٹ میں کتنے پٹوار سرکل اور قانونگوئیاں ہیں؟

(ج) مذکورہ پٹواریوں کے دفاتر کس کس جگہ پر قائم کئے گئے ہیں؟

(د) کمپیوٹرائزلینڈ ریکارڈ کے مراکز قائم ہو جانے کے بعد ان پٹواریوں کی کیا ذمہ داریاں باقی رہ گئی ہیں کیا پرانے پٹواریوں کو کمپیوٹر چلانے کی ٹریننگ دلوانے اوران سے نئے تجربہ کے ساتھ کام لینے کا ارادہ حکومت رکھتی ہے یاان سے اور کوئی مفید کام لینے کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے؟

وزیر کانکنی ومعدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی وپبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان):

(الف) تفصیل (جھنڈی الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کل تعداد پٹواریان 115 اور تعداد قانونگوئیاں 13 ہیں۔

(ج) ضلع ہذا میں سرکاری عمارات پٹوارخانہ جات نہ ہیں۔ اس لئے پٹواریان نے پرائیویٹ جگہ پر دفتر بنائے ہوئے ہیں۔

(د) ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہونے کے بعد اجراء نقولات وانتقالات کے علاوہ باقی تمام ذمہ داریاں مثلاً تشخیص لوکل ریٹ، زرعی انکم ٹیکس، ترتیب امشلہ جات تقسیم تیاری امشلہ جات ناجائز کاشت، امداد وصولی واجبات سرکار وغیرہ، معاونت حدبراری، تکمیل وتعمیل احکامات عدالت ہائے دیوانی ومال وغیرہ سرانجام دے رہے ہیں۔ ریونیو فیلڈ سٹاف کی capacity building کے حوالے سے 105 پٹواریان کا گروپ MPDD سے ٹریننگ لے رہا ہے۔ جو کہ بعد میں master trainers کے طور پر باقی ماندہ پٹواریوں کی ٹریننگ کرے گا۔

اوکاڑہ: تحصیل دیپالپور اراضی ریکارڈ سنٹر میں فرد ملکیت نہ دینے سے متعلقہ تفصیلات

*9646: محترمہ شُنیلا رُوت: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال میں اصلاحات کا عمل کرتے ہوئے ہر تحصیل میں اراضی ریکارڈ سنٹر قائم کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سسٹم کو قائم کرتے ہوئے اسے عوام کے لئے آسان اور ایک ہی جگہ تمام مشکلات کا حل قرار دیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پٹواریوں سے تمام ریکارڈ مکمل کر کے ان اراضی سنٹروں پر منتقل کیا گیا اگر ہاں تو نامکمل ریکارڈ کا جواز بنا کر فرد ملکیت دینے سے انکار کیا جاتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اراضی سنٹر دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں مورخہ 2018-01-18 کو ٹوکن نمبر 171 کے حامل سائل کو اسی بنا کر فرد ملکیت برائے موضع رام پور قانونگوئی بصیر پور دینے سے انکار کیا گیا اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ مال میں اصلاحات کا عمل کرتے ہوئے ہر تحصیل میں اراضی ریکارڈ سنٹر قائم کئے گئے ہیں۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ اس سسٹم کو قائم کرتے ہوئے اسے عوام کے لئے آسان اور ایک ہی جگہ تمام مشکلات کا حل قرار دیا گیا ہے۔

(ج) ہاں یہ درست ہے کہ پٹواریوں سے تمام ریکارڈ (رجسٹر حقداران زمین + رجسٹر داخل خارج) مکمل کر کے اراضی ریکارڈ سنٹروں پر منتقل کیا گیا ہے تاہم ریکارڈ میں دیرینہ اغلاط کی بابت پٹواریوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اراضی ریکارڈ سنٹروں پر آ کر ریکارڈ کی درستی کروائیں جو کھاتہ جات درست نہ ہیں ان کھیوٹوں کو وقتی طور پر بلاک کیا گیا ہے ان میں فرد جاری نہ کی جارہی ہیں تاکہ کسی کے قیمتی حقوق متاثر نہ ہوں عملہ محکمہ مال کی معاونت سے ریکارڈ کی درستی کا عمل تیزی سے جاری ہے۔

(د) اراضی ریکارڈ سنٹر دیپالپور میں مورخہ 2018-01-18 کو ٹوکن نمبر 171 مسمی یوسف ولد یٰسین نامی شخص کو جاری کیا گیا ہے مگر بعد از ریکارڈ پڑتال معلوم ہوا ہے کہ مسمی یوسف ولد یٰسین برقبہ تعدادی 0-10-0 کا مالک اراضی مطابق ریکارڈ موجود ہے مگر یوسف ولد یٰسین نے از خود بتایا ہے کہ وہ برقبہ 0-6-0 کا مالک ہے درستگی ریکارڈ کے بغیر فرد برائے بیع جاری نہ کی جا سکتی تھی جس بابت یوسف ولد یٰسین کو بتایا گیا اور ٹوکن خارج کیا گیا۔ بعد ازاں فیلڈ سٹاف کی طرف سے فرد بدر برائے درستی کھیوٹ موصول ہوئی اور فرد بدر کا عملدرآمد کر کے ریکارڈ

کی درستی کر دی گئی ہے اور مورخہ 2018-02-20 کو مسمی یوسف ولد یسین نے فرد برائے بیع بھی حاصل کر لی ہے۔

جناب سپیکر: 30-اپریل 2018 کو محترمہ شُنیلا رُوت کے سوال نمبر 9239 کو pending کیا گیا تھا۔ اس پر میاں محمد اسلم اقبال نے ضمنی سوالات کئے تھے اور ان کے جوابات آج دینے کے لئے کہا گیا تھا۔ یہ محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلقہ سوال ہے تو پہلے اس سوال کا جواب دے دیں کیونکہ وہ بڑی شدت سے اس کا انتظار کر رہے ہیں۔

ضلع لاہور میں ایل ڈی اے کا بجٹ اور سڑکوں کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*9239: محترمہ شُنیلا رُوت: کیا وزیر ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 16-2015 میں ضلع لاہور میں محکمہ ایل ڈی اے کی جانب سے سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا؟

(ب) مختص شدہ بجٹ سے کس جگہ سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی گئی نیز جن سڑکوں کی تعمیر و مرمت نہیں ہو سکی، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان):

(الف) محکمہ ایل ڈی اے نے سال 16-2015 میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے لئے 993.158 ملین روپے کا بجٹ مختص کیا۔

(ب) 16-2015 میں تعمیر و مرمت ہونے والی سڑکوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ایل ڈی اے اپنے مجوزہ پلان کے تحت سالانہ سڑکوں کی تعمیر و مرمت کرتا ہے تاہم جن سڑکوں کی تعمیر و مرمت 16-2015 میں نہ ہو سکی، ان کو اگلے مالی سال کے بجٹ میں مرمت کر لیا جاتا ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق میاں محمد اسلم اقبال نے کچھ

تفصیل مانگی تھی۔ اس جواب کے اندر جو تفصیل مہیا کی گئی تھی اس میں تین مختلف patchworks describe کئے گئے تھے اور میاں محمد اسلم اقبال صاحب ان کی تفصیل مانگ رہے تھے تو میں وہ بیان کر دیتا ہوں۔ Patchwork of Roads in Shah Jamal Colony, Lahore

جناب سپیکر! میں اس کی location بھی بتا دیتا ہوں کہ یہ Patchwork in front of the Educators School کی سڑک پر کیا گیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے یہ printed detail بھی چاہئے تاکہ میں اسے دیکھ سکوں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں پہلے ایوان میں explain کر لوں اس کے بعد میں یہی تفصیل معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال کو دے دوں گا۔ میاں صاحب! آپ اس کو دیکھ لیجئے گا اگر آپ سمجھتے ہوں کہ یہاں پر یہ patchwork نہیں ہوا تو پھر اس کو چیک کروالیں گے۔

جناب سپیکر! اس کی تفصیل ایوان میں بتانا بہت ضروری ہے۔ پہلا pathwork کا کام front in of the Educators School کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ چودھری کریانہ سٹور کے سامنے جو سڑک ہے اس پر patchwork کیا گیا ہے۔ اسی طرح چودھری کریانہ سٹور سے جو سڑک مین روڈ کو link کرتی ہے اس پر patchwork کیا گیا ہے یعنی شاہ جمال کالونی کے اندر 26 ملین روپے کا کام ہوا ہے۔ آگے سیریل نمبر 25 پر Samanabad, Lahore Patchwork of Roads in Pakki Thatti, کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں پر 115 ملین روپے کا کام ہوا ہے۔ ایکسائز آفس کے سامنے والی سڑک، مون مارکیٹ والی سڑک، امام بارگاہ سے شادی ہال تک سڑک اور شبیر ہیر وسٹریٹ بھی اس میں شامل ہے۔ ان چار سڑکوں پر patchwork کا کام کیا گیا ہے۔ آگے 4.89 ملین روپے کا کام Link Shadman Road, Lahore پر کیا گیا ہے۔ اسی طرح پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی لنک روڈ کو کارپٹ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ ساری تفصیل میاں محمد اسلم اقبال کو دے دیتا ہوں تاکہ وہ اس کو خود دیکھ سکیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال کو تفصیل مہیا کی گئی)

جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے ابھی جو figures بولی ہیں وہ ریکارڈ کا حصہ ہیں۔ منسٹر صاحب نے جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ شاہ جمال روڈ پر 26 ملین روپے کا کام ہوا ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔ آگے انہوں نے کہا ہے کہ 115 ملین روپے کا کام ہوا ہے۔ یہ بھی درست نہیں ہے۔ اس کے بعد منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ 4 ملین روپے کا کام ہوا ہے۔ یہ بھی بالکل غلط ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب کو بتا دیں کہ millions کیا ہوتے ہیں۔ 26 ملین کا مطلب ہے کہ 2 کروڑ 60 لاکھ روپے، 115 ملین کا مطلب ہے کہ 11 کروڑ 50 لاکھ روپے اور 4 ملین کا مطلب ہے کہ 40 لاکھ روپے یعنی منسٹر صاحب کے بتائے ہوئے سارے figures غلط ہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں نے یہ ساری تفصیل معزز ممبر کو فراہم کر دی ہے وہ اسے پڑھ لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے یہ تفصیل پڑھ لی ہے اسی لئے عرض کر رہا ہوں کہ آپ نے یہ figures غلط پڑھے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر کوئی clerical mistake ہے تو آپ اس کی correction کروا دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب ان figures کو ایک دفعہ پھر پڑھ لیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات / مال / ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال نے بالکل ٹھیک نشاندہی کی ہے۔ میں یہ figures دوبارہ پڑھ دیتا ہوں تاکہ correction ہو جائے۔ I am sorry. انہوں نے جس طرح لکھا تھا میں نے اسے غلط پڑھا ہے۔ I apologise for that. اب میں اس کی correction کر دیتا ہوں۔ پہلی فگر 2.6 ملین روپے، دوسری فگر 11.5 ملین روپے اور تیسری فگر 48 لاکھ روپے کی ہے۔ Thank you for pointing out the mistakes.

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جناب ذوالفقار علی خان مجلس قائمہ برائے ریونیو، ریلیف اینڈ کنسالیڈیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (پنجاب دوسری ترمیم) رجسٹریشن 2018 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب ذوالفقار علی خان: جناب سپیکر! میں

The Registration (Punjab Second Amendment) Bill 2018
(Bill No.17 of 2018)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ریونیو، ریلیف اینڈ کنسالیڈیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راولپنڈی ائرپورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کے حوالے سے قائمہ کمیٹی برائے امداد باہمی کی میٹنگ بلانے کا مطالبہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ سے متعلق میرا ایک معاملہ مجلس قائمہ کو refer ہوا تھا۔ ڈاکٹر مراد راس اور میں نے ایوان کے اندر اس بارے میں دو تین مرتبہ بات کی تھی کہ یہ ایک انتہائی اہم نوعیت کا معاملہ ہے۔ راولپنڈی ائرپورٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کے اندر لینڈ مافیا 700 لوگوں کی 300

کنال اراضی پر قابض ہو چکا ہے۔ پچھلے چھ سات ماہ سے یہ معاملہ مجلس قائمہ کے پاس پڑا ہوا ہے اور محکمہ نے اس بابت ایک فیصد بھی cooperate نہیں کیا۔ ہم نے مجلس قائمہ کی میٹنگ رکھی اس میں کورم پورا نہیں ہوا تو چیئرمین صاحب نے سیکرٹری ٹو کمیٹی کے ساتھ مشاورت کے بعد منگل کے دن میٹنگ طے کی اور جب منگل کو میں ادھر آتا ہوں تو مجھے پتا چلتا ہے کہ کمیٹی کا نوٹس نہیں ہوا۔ اس سے اگلی بات یہ ہے کہ میں نے جناب سیکرٹری اسمبلی کے خلاف ایوان کے اندر ایک تحریک استحقاق بھی دی ہوئی ہے اُس کے بعد اگلی episode ہے کہ میں دن کو 4:00 بجے جناب سیکرٹری اسمبلی کو ٹیلیفون کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سُنیں آپ اسمبلی سٹاف کے حوالے سے مجھے privately مل کر بات کر سکتے ہیں آپ یہاں بات نہیں کر سکتے۔ No, you can't talk on that. بات سُنیں آپ، بات سُنیں آپ۔ کیسے بات کر رہے ہیں آپ، کیسے بات کر رہے ہیں آپ، میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ دیکھیں بات سُنیں، آپ کی کمیٹی کے اجلاس کو بلانا سیکرٹری اسمبلی یا سپیکر اسمبلی کا کام نہیں ہے۔ آپ کے ساتھی جب کورم پورا نہ کریں تو پھر کون کورم پورا کرے گا؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں تھا۔ چیئرمین کمیٹی نے سیکرٹری کمیٹی کے ساتھ مشاورت کے بعد منگل کا ٹائم رکھا اور وہاں پر دو تین معزز ممبر بیٹھے ہوئے تھے اُن کو convey ہو گا تو جب سوموار کو میں اپنی دوسری کمیٹی کی میٹنگ attend کرنے آیا تو سیکرٹری کمیٹیز کہتے ہیں کہ آپ کی کمیٹی کی میٹنگ کا تو نوٹس ہی نہیں ہوا، میں نے کہا کیوں نہیں ہوا تو انہوں نے کہا کہ ابھی تک سیکرٹری صاحب نے فائل پر signs نہیں کئے تو میں نے کہا کہ جب چیئرمین صاحب نے میٹنگ کی تاریخ طے کر دی تو پھر سیکرٹری صاحب کا کیا لینا دینا؟

جناب سپیکر! میں آپ کے چیمبر میں بیٹھا تھا وہاں پر آپ نے میرے ساتھ کوئی بات کی تھی آپ نے مجھے last Friday کا کہا تھا کہ اس کی extension لے کر آپ کی کمیٹی کی میٹنگ کرا دیتے ہیں۔ میں تو daily آ کر سیکرٹری صاحبان سے پوچھتا رہا ہوں کہ اس کی extension کی کوئی تحریک آئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ کوئی نہیں آئی۔ میں آج مجبوراً پھر کھڑا ہو گیا ہوں۔ آپ جس چیئر پر بیٹھے ہیں آپ ہماری عزت کا بھی تھوڑا سا خیال کیا کریں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کی عزت کا بہت خیال کرتا ہوں۔ میں نے اُن سے آپ کے سامنے معافی منگوائی ہے آپ نے اُن کو معاف بھی کر دیا اور پھر آپ اس معاملے کو ایوان میں لے کر آتے ہیں آپ کی ذات پر بڑا افسوس ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ کوئی میری ذات کا مسئلہ ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! حزب اختلاف جب کبھی بھی مفاد عامہ کا کوئی معاملہ لے کر آتی ہے آپ ہمیشہ ہمیں accommodate کرتے ہیں۔ آپ سے میری humble request ہے ہم اپنے اپنے حلقوں میں جاتے ہیں وہاں پر کوئی problem ہمارے سامنے رکھی جاتی ہے اور ہمیں اسمبلی کا یہ floor اسی وجہ سے دیا گیا ہے کہ ہم آپ سے request کر سکیں اور آپ متعلقہ محکموں کو directions دے سکیں۔ یہاں چیئر سے directions جاتی ہیں کچھ implement ہوتی ہیں، کچھ نہیں ہوتیں وغیرہ وغیرہ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک معزز ممبر کے حلقے میں کافی عرصے سے اگر کوئی problem ہے تو اُس معزز ممبر کو سُن لیا جائے اُس کے مطابق چیئر اپنی direction دے دے تاکہ وہ مسئلہ حل ہو جائے۔ اگر آپ ہمیں accommodate نہیں کریں گے اور معاملہ بھی مفاد عامہ کا ہو اور فوری نوعیت کا بھی ہو تو یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے۔ ہم تو لوگوں کے نمائندہ کی حیثیت سے آپ کے سامنے اُن لوگوں کے problems لے کر آتے ہیں ہمیں انتظار ہوتا ہے کہ کب اجلاس آئے گا، کب ہم بات کریں گے، کب آپ مہربانی کر کے direction دیں گے اور اُس مسئلے کا کوئی حل نکلے گا۔ اس میں کوئی ذاتی انا کا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ ذاتی انا کیسے بناتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم نے اپنے ساتھ سٹاف رکھا ہوتا ہے جو ہمیں accommodate کرتے ہیں کوئی فون سُنتا ہے، کوئی message دیتا ہے اور اسی طرح کوئی دوسرے کام کرتا ہے اسی طرح آپ کا بھی ایک decorum ہے تو آپ کا سٹاف اسی لئے ہے کہ آپ کے behalf پر ہمارے جائز کاموں

کے حوالے سے ہمیں accommodate کریں۔ یہ سٹاف اس لئے نہیں ہوتا کہ جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "کانٹے بودینے" لہٰذا جو بات ہوئی ہے آصف محمود صاحب نے میرے ساتھ بھی share کی تھی میں وہ بات اس floor پر نہیں کرنا چاہ رہا، وہ بات آپ کے چیمبر میں ہو گئی اور بات ختم ہو گئی۔ ہمیں بھی پتا ہے کہ وہ کوئی مناسب بات نہیں تھی بہر حال وہ بات ختم ہو گئی۔

جناب سپیکر! میں آپ سے صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس معزز ممبر نے بھی اپنے حلقے میں جا کر اپنی کچھ face saving کرنی ہے، مفاد عامہ کے کچھ معاملات دیکھنے ہیں۔ یہ بات اگر ہم آپ سے نہیں کریں گے تو پھر ہمیں بتا دیں کہ ہم یہ بات کس floor پر جا کر کریں؟ ہم نے آپ سے ہی بات کہنی ہے اور آپ نے ہی ہماری بات سُننی ہے اگر آپ ہی ہماری بات نہیں سُنیں گے تو پھر ہماری بات کون سُنے گا؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں آپ کی بات کیوں نہیں سُنوں گا؟ آپ کو اصل بات کا پتا نہیں ہے اور وہ ٹھیک بات نہیں کر رہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کا معاملہ کمیٹی کے سپرد ہوا، اُس کمیٹی کے چیئر مین ڈاکٹر مراد راس صاحب ہیں، یہ بھی اُس کمیٹی کے ممبر ہیں، آپ کے اس معزز ایوان کے کچھ اور صاحبان بھی اُس کمیٹی کے ممبر ہیں۔ جب انہوں نے اُس کمیٹی کی میٹنگ رکھی تو کچھ دوسرے ممبر صاحبان میٹنگ میں تشریف نہیں لائے جس کی وجہ سے کورم پورا نہیں ہو سکا تو وہ میٹنگ نہ ہو سکی تو انہوں نے سیکرٹری صاحب کو جو کچھ کہا اُس بات کو بھی چھوڑ دیں پھر بھی میں نے سیکرٹری صاحب سے کہا کہ آپ معزز ممبر سے معذرت کریں تو سیکرٹری صاحب نے ان سے معذرت بھی کی آج پھر یہ اُسی معاملے کو ایوان میں لے کر آئے ہیں۔ اگر اس پر یہ extension لینا چاہتے ہیں تو اس کو move کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں نے اُس دن آپ کے چیمبر میں بھی کہا کہ آپ اس بات کو چھوڑ دیں کیونکہ یہ مسئلہ میرے لئے important ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ اگر آج آپ مجھے یہ extension دیں گے تو اس پر سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ کب ہو گی اور اس کی رپورٹ ایوان میں کب lay ہو گی؟ میں یہ ساری باتیں سمجھتا ہوں اسی لئے میں یہاں پر کھڑا ہو کر یہ بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سُنیں۔ اس پر 11 میٹنگز ہو چکی ہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! اس پر 11 میٹنگز ہو چکی ہیں تو آپ مجھے بتائیں اگر محکمہ اس پر کچھ نہ کرے تو پھر ہم کیا کریں؟

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: جناب آصف محمود مجلس قائمہ برائے امداد باہمی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں کہتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، جناب آصف محمود!

نشان زدہ سوال نمبر 8383 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امداد باہمی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Starred Question No. 8383 asked by Mr Asif Mehmood, MPA (PP-9)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امداد باہمی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ مئی 2018 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Starred Question No. 8383 asked by Mr Asif Mehmood, MPA (PP-9)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امداد باہمی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ مئی 2018 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Starred Question No. 8383 asked by Mr Asif Mehmood, MPA (PP-9)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امداد باہمی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔مئی2018تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے پرسوں کین کمشنر کے حوالے سے گزارش کی تھی تو آپ نے فرمایا تھا یہdocuments ہیں؟ آپ کے علاقے میں پتوکی شوگر ملز ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کو ہم نے بحث کے لئے رکھا ہوا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اُس میں تو معزز ممبران نے بحث میں حصہ لینا ہے لیکن میں نے آپ کوrequest کی تھی کہ جن کاشتکاروں کوpayments نہیں ہو رہیں اُس حوالے سے آپdirections دے دیں تاکہ اُن کوpayments مل جائیں۔

جناب سپیکر! میں جناب سیکرٹری اسمبلی کو یہ documents دے دیتا ہوں اور یہ اُن کو payments کرا دیں۔ آپ ان کوdirections دے دیں۔

(اس مرحلہ پر میاں محمد اسلم اقبال نےdocumentsجناب سیکرٹری اسمبلی کو بھجوا دیئے)

جناب سپیکر: جی، چیف کمشنر صاحب! ان کی بات سُنیں اور اس پر عملدرآمد کرائیں۔ جی، محترمہ شُنیلا رُوت!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ! کس بات کا شکریہ۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ اس پر آپ کا شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ! اپنی بات کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! 19۔فروری کو میرا ایک سوال ستوکتلہ ڈرین کے حوالے سے تھا۔ اس پر وزیر ہاؤسنگ نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر تین مرتبہ کہا تھا کہ 28۔فروری تک ستوکتلہ ڈرین مکمل ہو جائے گی۔ اس ضمن میں، میں آپ سے بھی ملی تو آپ نے مجھے کہا تھا کہ آپAssurance Motion move کریں۔

جناب سپیکر! میں نے وہ بھی move کی لیکن ابھی تک اس کی کمیٹی کی میٹنگ نہیں ہوئی۔ اس حلقہ میں 15 سال سے یہ نالہ بہت بڑی بیماری ہے جس کی وجہ سے لوگ بہت پریشان ہیں۔ آپ مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ شُنیلا رُوت کی بات سنی گئی ہے۔ اس پر عملدرآمد کروائیں۔

محترمہ شنیلا روت: جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 157/18 میاں خرم جہانگیر وٹو کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے نمبر 158/18 محترمہ باسمہ چودھری کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 160/18 محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں کی ہے۔ جی، محترمہ!

محکمانہ ناکامی کی وجہ سے ٹی بی کے مریضوں میں مسلسل اضافہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" کی اشاعت مورخہ 25-مارچ 2018 کی خبر کے مطابق ٹی بی کے مریضوں میں ہر سال چار لاکھ اضافہ ہو رہا ہے۔ ٹی بی کے مریضوں کے لئے ادویات مہنگی اور غیر معیاری فروخت ہو رہی ہیں۔ چار سالوں کے دوران محکمہ صحت خود کفیل نہیں ہو سکا۔ محکمانہ ناکامی کے باعث 10 فیصد مریض پھر سے بیماری کا شکار ہو رہے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ملک بھر میں چار لاکھ جبکہ پنجاب میں دو لاکھ مریض رجسٹرڈ ہوئے ہیں جبکہ رجسٹرڈ نہ ہونے والے مریضوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ بڑھتے ہوئے مریضوں کی تعداد محکمہ صحت پنجاب و ٹی بی کنٹرول کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو جواب کے لئے next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! ایک اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: ہم نے سرکاری کارروائی کرنی ہے اور بحث بھی ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پچھلے دنوں سپریم کورٹ کا فیصلہ آیا تھا کہ سکیورٹی گارڈز واپس لئے جائیں۔ میں اس ایوان کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اوکاڑہ میں ایک خاتون کے ساتھ ابھی بھی دو پولیس کی گاڑیاں move کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! نجم سیٹھی کی مسز اوکاڑہ میں دو پولیس کی گاڑیوں کے ہمراہ پھر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ میرے متعلقہ بات نہیں ہے۔ آپ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں، ایسی بات کا کیا فائدہ ہے؟

محترمہ تحسین فواد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ تحسین فواد: جناب سپیکر! تقریباً دو سال ہو گئے ہیں میں نے توجہ دلاؤ نوٹس جمع کرایا تھا۔ اس پر کچھ نہیں ہوا۔ اس بیوہ کو اس کا حق نہیں ملا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے دو سال پہلے جمع کرایا تھا۔ اس کا جواب آ چکا ہے۔

محترمہ تحسین فواد: جناب سپیکر! جواب شور میں گم ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر: محترمہ! لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے چکے ہیں۔

محترمہ تحسین فواد: جناب سپیکر! جواب نہیں دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ آپ Motion Assurance جمع کرائیں۔ میں نے وہ بھی جمع کرا دی تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! لاء منسٹر صاحب آئیں گے تو ان سے بات کر لیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ 2016 کے اوائل میں، میں نے ایک سوال دیا تھا کہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں تقریباً 30 گاڑیاں جعلی ڈبل رجسٹرڈ ہو گئی ہیں۔ الحمدللہ آپ کی مہربانی سے کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔ اس کمیٹی نے رپورٹ تیار کر لی ہے۔ آپ direction دے دیں کہ وہ رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے:

(A) Introduction of Bill
(B) Consideration and passage of Bills.

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قواعد معطل کر کے مسودہ قانون لازمی تعلیم قرآن مجید کو ٹیک اپ کرنے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ کل Private Members Dayپر Teaching of Holly Quranکے حوالے سے ایک بل تھا جس کے ڈاکٹر سید وسیم اختر محرک ہیں۔ ہم سب بھی ان کے ساتھ تھے۔ کل پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ حکومتی بنچوں کی طرف سے کورم کی نشاندہی کی گئی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!کورم کی نشاندہی کوئی بھی کر سکتا ہے۔ آپ بھی کر سکتے ہیں اور وہ بھی کر سکتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!یہ روایت نہیں رہی۔

جناب سپیکر: یہ روایت نہیں رہی لیکن جس نے کیا ہے کیا اس کو سزا دی جائے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!سزا نہیں دی جانی چاہئے لیکن میں اس پر حیرت اور افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس وقت House in orderہی نہیں تھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!قرآن پاک کی لازمی تعلیم کے حوالے سے کئی مہینوں سے وہ بل چلا آرہا تھا۔

جناب سپیکر: اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آج آپ rules suspend کر کے اس بل کو take up کریں۔ میرے خیال میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ وہ بل سٹینڈنگ کمیٹی میں بھی گیا، وہاں سے clear ہو کر آگیا اور کل ایجنڈے میں بھی شامل تھا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!منگل آئے گا تو انشاء اللہ اسے دیکھ لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!منگل تو بڑی دور ہے۔

جناب سپیکر: آجائے گا۔ جلدی آجائے گا۔

ڈی جی پی آر کے ملازم کو زخمی کرنے پر ڈپٹی ڈائریکٹر

کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں ایک اور بات عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ یہاں DGPR کے دفتر میں ایک ڈپٹی ڈائریکٹر عابد نور ہے اس نے وہاں کے ملازمین کے صدر کو paper weight مار کر زخمی کیا، لہولہان کیا جس پر ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔ بجائے اس کے کہ اس شخص کو suspend کیا جاتا وہ وہاں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور 20 ملازمین کو suspend کر کے نکال دیا گیا ہے۔ وہ خبر بھی نہیں آنے دیتے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ظلم اور زیادتی ہے۔ سرکاری ملازمین کسی کے ذاتی ملازم تو نہیں ہوتے۔ اگر انہوں نے احتجاج کیا ہے اور وہ مذاکرات کرنے کے لئے گئے ہیں تو وہاں آفیسر paper weight مار کر کسی ملازم کا سر پھاڑ دے یہ جرم ہے۔ اس وقوعہ کے سینکڑوں کی تعداد میں لوگ گواہ ہیں۔ اس شخص کو لوگ وہاں سے ایمبولینس میں ہسپتال اور پھر تھانے لے کر گئے۔ اس وقوعہ کا پرچہ درج ہو گیا ہے۔ وہ ڈپٹی ڈائریکٹر فرعون ہے جو وہیں بیٹھا ہوا ہے اور 20 لوگوں کو اس نے suspend کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ آپ فوری طور پر اس ڈپٹی ڈائریکٹر کو suspend کرائیں کیونکہ اس کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔ اس نے ایک سرکاری ملازم کا سر پھاڑا ہے۔ اس نے جرم کیا ہے۔ اس محکمہ کے سینکڑوں ملازمین اب بھی باہر مظاہرہ کر رہے ہیں۔ آپ فوری طور پر اس کا نوٹس لیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! باہر جو مظاہرہ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: کیا باہر مظاہرہ ہو رہا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! چند لوگ کھڑے ہیں۔ DGPR کے کچھ ملازمین فیڈرل بجٹ جو پیش کیا گیا ہے اس حوالے سے فیڈرل گورنمنٹ کے خلاف مظاہرہ کر رہے ہیں تو ان کی ہم بات سنتے ہیں۔ دوسری بات جو کہ میاں محمود الرشید نے کی ہے تو اس حوالے سے یہ مجھے کل تک کا ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر! میں اس بارے میں رپورٹ منگوا لیتا ہوں اور میں surety دیتا ہوں کہ جس نے بھی ایسا کام کیا ہے اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر ابھی بات کر رہے تھے تو میں نے ان

سے request کی ہے وہ لاء منسٹر صاحب کو آلینے دیں ان کی بات پر کسی کو اعتراض نہیں ہے بلکہ میں تو ڈاکٹر صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری بات کو مان لیا اور یہ کہا کہ:

This bill will be only applicable on the Muslim students.

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! چلیں، ٹھیک ہے سوموار کو لاء منسٹر صاحب آتے ہیں پھر اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! سوموار کو لاء منسٹر صاحب آجائیں تو میں نے ڈاکٹر صاحب سے وعدہ کیا ہے کہ آپ کی بات کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے یہ مجھے اس بارے میں آج ہی بتائیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! لاء منسٹر ابھی آجائیں گے کیونکہ وہ ابھی میرے پاس سے ہو کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا اب ہم introduction کروائیں؟

معاون خصوصی برائے وزیر اعلیٰ (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آج خوراک پر بہت اہم بحث ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ بحث ہم نے خود رکھوائی تھی لہذا اس پر بھی بات کرتے ہیں۔

کورم کی نشاندہی

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کورم point out کر دیا ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اجلاس بیس منٹ تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر بیس منٹ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(بیس منٹ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اب اجلاس کل بروز جمعۃ المبارک مورخہ 4۔ مئی 2018 صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔